مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال
ماہنامہ
معارف رضا کراچی
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
اسلامی جمہوریہ پاکستان

بانی: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

شمارہ (49) ربیع الاول و ربیع الثانی 1423ھ جون 2002ء

مشمولات

ھدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ لائف ممبر شپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

25/جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400 فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر ہدیۂ تبریک قبول ہو۔ یہ وہ ماہ ربیع النور ہے جو دنیا بھر کے اہل ایمان کیلئے نکہت و نورِ جشن بہاراں اور شادمانی ومسرت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ اس لئے کہ اسی ماہ نور کی ۱۲ رویں تاریخ کو صبح صادق کے وقت سرکار دارین، سرور دوسرا، منشاء ہر وجود، منبع ہر فیض وجود، تاجداروں کے آقا، یتیموں کے ماویٰ، غلاموں کے ملجا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ﷺ نے اس عالم گیتی کو رونق بخشی۔

واحسن منک لم ترقط عینی　　و اجمل منک لم تلد النساءٗ
خلقت مبرأ من کل عیبٍ　　کانک قد خلقت کما تشاءٗ

اللہ رب العزت نے اس مولد النبی ﷺ کی خبر اہل ایمان کو ان الفاظ میں دی ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ الرَّحِيْمٌ.
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (سورۂ توبہ: ۱۲۸-۱۲۹)

یعنی اے مومنو! تمہارے پاس بہت عظیم المرتبت رسول تشریف لائے ہیں جو تم میں سے ہیں تاکہ تم میں اور آپ ﷺ کے درمیان انسانی رشتہ ہو جس سے تمہارے اور آپ ﷺ کے درمیان انسیت والفت بڑھے گی اور آپ ﷺ کی طرف سے تم پر رحمت ورافت ہوگی جبھی تو تم آپ ﷺ سے مل سکو گے اور آپ ﷺ کے قریب آؤ گے پس اس نورانیت سے جو آپ ﷺ سے ناشی اور مستفاد ہے تمہارے جان ودل اور فکر ونظر متاثر ہوں گے ان میں صفا وجلا پیدا ہوگی، منور ہوں گے اور اُن سے جبلّی، فطری اور عادی تاریکی ہمیشہ کے لئے دور ہوگی اور آپ ﷺ پر شاق گزرتا ہے وہ معاملہ جو تم کو تعب اور مشقت میں ڈالتا ہے اور یہ بھی کہ آپ ﷺ پر شاق گزرتا ہے تمہاری آپ ﷺ سے اس طرح ملاقات وتعلق جس میں محبت نہ ہو اور یا جس میں کراہت وکراہیت ہو کیوں کہ آپ ﷺ سراپا رافت ہی ہیں اس لئے آپ ﷺ اپنے امتیوں میں سے

بعض کے عذاب میں مبتلا رہنے کو ناگوار و شاق محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ آپ ﷺ تمہیں تمہارے ماں باپ سے بھی زیادہ چاہنے والے ہیں۔

اس لئے وہ تمہاری نگہداشت کا بہت خیال رکھتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح ہم سے ہر ایک اپنے جسم و جوارح کی نگہداشت کا بہت خیال رکھتا ہے کہ ہم میں کوئی بھی اپنے بدن کے کسی جز دکا کوئی نقص نہیں چاہتا نہ اس کی تکلیف پر راضی ہوتا ہے بلکہ آقا و مولیٰ ﷺ اس سے بھی کہیں زیادہ اپنی امت کی نگہداشت و نگہبانی کرتے ہیں اس لئے کہ آپ کی نظرِ رافت بہت زیادہ باریک ہے۔ وہ ایمان والوں پر بہت زیادہ رافت و رحمت سے توجہ فرماتے ہیں کہ انہیں اپنی رحمت کی بنا پر عذاب و عقاب سے نجات دیتے اور گناہوں سے پاک اور ابلیس کے شر سے دور رکھتے ہیں۔ وہ ان پر کمال درجہ مہربان ہیں، ان پر علوم و معارف کے فیضان کے باب وا کرتے اور رحمت خاصہ کی بنیاد پر انہیں کمالات سے نوازا کرتے ہیں وہ ان کو مقرب بارگاہ الٰہی بنانے کی تعلیم و تربیت دیتے ہیں اور اس ضمن میں مقامات و کمالات کے حصول کی ترغیب دیتے رہتے ہیں لہذا اس کے باوجود اگر کوئی سید عالم ﷺ سے پھر جائے اور آپ سے منہ موڑ کر رشتہ منقطع کر لے تو وہ آپ کی رحمت خاصہ کی قبولیت سے اعراض کر کے اپنا ہی نقصان کرے گا اور خود کو ابدی شقاوت کے لئے پیش کر دے گا۔ اس طرح ہمیشہ کے لئے ذلت و رسوائی اس کا مقدر ہو جائے گی پھر آپ ﷺ ایسے شخص سے اپنا رخ پھیر لے گیں اور اسے راندۂ درگاہِ عالی کر دیں گے اس لئے کہ آپ ﷺ کو آپ کا رب تعالیٰ ہی کافی ہے کیونکہ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ وجود میں اور کوئی نہیں مگر وہ ہی، نہ اس کے ماسویٰ کوئی مؤثر ہے نہ مددگار و ناصر، (بلاشبہ) اسی پر آپ نے بھروسہ کیا ہوا ہے، وہ ہی عرش عظیم کا رب ہے جو ہر چیز پر محیط ہے اسی کے حکم و امر کو آپ نافذ کرنے والے ہیں۔

لہذا قرآن کریم کی ان آیات کریمہ کی رو سے مومن پر لازم ہے کہ ایسی ذات مقدسہ جو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور خصوصاً اہل ایمان کے لئے بے حد درجہ مشفق مہربان، رؤف رحیم ہے اور جو ہر رنج و الم، مصیبت و غم اور ابتلاء و گناہ میں مومن کی دستگیری فرمانے والی ہے، اس کی قدر کریں، اس کی تعظیم و توقیر کریں ان سے سچی محبت اور ان کی اتباع کر کے ان سے اپنے تعلق اور نسبت کو بڑھائیں یہ جب ہی ہوگا کہ جب صبح و شام ان کے تصور میں ڈوب کر ان کا ذکر اور ان کا چرچا کیا جائے، کائنات ارضی پر ان کی تشریف آوری کی خوشی میں خوب خوب خوشیاں منائی جائیں، جشن بہاراں کی آمد پر شایانِ شان طریقے پر اظہار مسرت کیا جائے۔ اللہ رب العزت کے حضور اس عظیم خاص بندے، جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے "نعمت اللہ" اور "نعمت کبریٰ" قرار دیا ہے، کی بعثت کی خوشی میں سجدۂ امتنان و تشکر ادا کیا جائے اور ساتھ ہی اس "نعمت عظمیٰ" کے حصول پر خود ان کی بارگاہ اقدس میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ رب کائنات جل جلالہ، کا ارشاد! قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوا وَھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْتَمِعُوْن. مومن کو اسی عمل کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ یعنی ان کا وجود مسعود "نعمت اللہ" ہے ان کی بعثت تمہارے لئے اللہ رب العزت کا سب سے عظیم فضل اور رحمت ہے تو اس کے نزول کی خوشی میں خوب جشن مناؤ اور اس خوشی و مسرت یعنی میلاد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو کچھ دھن دولت دی ہے اسے خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لو کیونکہ اس کے ذخیرہ کرنے سے یہ بہتر ہے کہ سید عالم ﷺ کے ذکر کی محفل کے انعقاد پر خرچ کی جائے اور بطور شکرانہ ان کی بارگاہ اقدس میں اس عقیدے کے ساتھ درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا جائے کہ آقا و مولیٰ ﷺ ہمیں ملاحظہ فرما رہے ہیں اور یہ کہ ہمارے جسم و جان کی کوئی شے اور ہمارے قلوب پر گزرنے والے خطرات و وساوس کی کوئی لہر ایسی نہیں جن سے وہ واقف نہ ہوں۔ وہ ہمارے آقا و مولیٰ ہیں ہم ان کے مملوک و غلام۔ اسی لئے حکم

دیا گیا:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اس عظیم نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب ذوق و شوق کے ساتھ سلام بھیجو۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهِ الْكِرَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ. صَلٰوةً وَسَلَاماً عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔

درج بالا گفتگو سے ظاہر ہوا کہ دنیا بھر میں اہل ایمان اسی امر ربّی کی بناء پر صدیوں سے مولد النبی ﷺ مناتے چلے آئے ہیں، اور ان شاء اللہ تا صبح قیامت بلکہ مابعد قیامت یوم النشور کو اور جنت میں بھی محفل میلاد منعقد کرتے رہیں گے۔

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت ، بنعمة ربک فحدث
یہ فرمان مولاہی پر عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں تمام خوشیاں منا رہے ہیں

افسوس ہے ان لوگوں پر جو سید عالم ﷺ کے امتی ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود نہ صرف یہ کہ خود عید میلاد النبی ﷺ نہیں مناتے بلکہ اہل ایمان کو اس موقع پر اظہار مسرت کرنے اور جشن ولادت منانے سے زبان و قلم، قول و عمل اور اس سے بھی بس نہ چلے تو دہشت گردی کے ذریعہ روکنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔ لیکن ایسا کرتے وقت وہ بھول جاتے ہیں کہ ان کا یہ عمل "چراغ مصطفوی ﷺ" کو "شرار بولہبی" کی ستیزہ کاری سے ہرگز بجھا نہیں سکتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے ذکر کو بلند فرمایا ہے اب دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہ ختم کر سکتی ہے اور نہ کم کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ ان پرؐ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قرآن مجید فرقان حمید نے بولہبی اور ابلیسی دہشت گرد گروہ کی سازش کا درج ذیل آیات میں انکشاف کیا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ.

یعنی ابتداء اسلام سے لیکر آج تک اسلام کے اس روشن چراغ کو "بولہبی" اور ابلیسی گروہ نے ہمیشہ بجھانے کی کوشش کی ہے۔ یہودیت وعیسائیت اور ملت کفر و شرک نے اعلانیہ اسلام کے اس روشن چراغ کی روشنی کی قلب مومن سے سلب کرنے کے لئے اپنی سی کوششیں کی ہیں لیکن عشق

سیدِ عالم ﷺ اور محبتِ اسلام کی روشنی ایمان والوں کے دلوں سے نہ نکال سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان بداعمال تو ہو سکتا ہے لیکن اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی عزت و ناموس پر کبھی مصالحت نہیں کر سکتا بلکہ وہ ان کے نام پر ہر وقت سر کٹانے کو تیار رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے ماننے والوں اور ان پر جان دینے والوں کی تعداد سال بہ سال بڑھتی رہی ہے اور ان شاءاللہ تا قیامت بڑھتی ہی رہے گی خواہ کافر اور گستاخانِ رسول ﷺ کتنا ہی برا منائیں اور حسد کی آگ میں جلتے رہیں، سچ فرمایا عاشقِ صادق نے۔

رہے گا یونہی ان کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

یوں تو ہر دور میں اس کی ضرورت رہی ہے لیکن آج کے حالات میں ایک مومن کے لئے کہ وہ اس عقیدۂ قرآن پر سختی سے قائم رہیں اور مخالفین و مانعین کی طرف سے رکاوٹوں کے باوجود اپنے عقیدۂ و مسلک پر جو ہمیں صحابۂ کرام تابعین اور تبع تابعین سے تواتر سے ملا ہے استقامت کا مظاہرہ کریں اور اپنی تبلیغ و اشاعت اور نئی نسلوں کی تعلیم و تربیت کے لئے موجودہ وسائل ابلاغ سے بھرپور استفادہ کرتے رہیں۔ یہ بات اہم ہے کہ ہم انہی کے دامن سے عمر بھر وابستہ رہیں، سنتِ رسول ﷺ کے خلاف ایک قدم بھی نہ چلیں ورنہ سوائے ذلّت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور منافقین و مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔

وآخر دعونا ان الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام علي خير خلقه سيدنا مولانا محمد نبيه الذى استنقذنا به من عبادة الاوثان والاصنام وعلىٰ اٰله وصحبه النجباء البررة الكرام .

اطلاع عام

ادارہ ھذا کے آفس انچارج جناب **اقبال احمد اختر القادری** صاحب کو ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی مجلس عاملہ کے متفقہ فیصلے کے مطابق **۲ مئی ۲۰۰۲ء** سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ تمام قارئین سے گزارش ہے کہ آپ خط و کتاب اور لین دین ادارہ کے صدر اور جنرل سیکریٹری سے جاری رکھیں ادارہ ۲ مئی ۲۰۰۲ء کے بعد کسی مالی لین دین کا ذمہ دار نہ ہوگا اگر مئی ۲۰۰۲ء سے پہلے کے کسی ادارہ کے ہمارے ادارہ پر کوئی رقم واجب الادا ہے تو ادارہ وہ رقم ادا کرنے کا پابند ہے اگر وہ رقم یا لین دین اقبال صاحب کے ذاتی نام سے ہے تو ادارہ اس کا ہرگز پابند نہیں۔ اگر کسی ادارہ پر ہمارے ادارہ کی رقم واجب الادا ہے تو برائے مہربانی ادارے کے نام پر منی آرڈر یا چیک کے ذریعہ بھیجوا دیں۔ ادارہ میں آفس انچارج کی حیثیت سے جناب سید محمد خالد قادری صاحب ۲ مئی سے ساری خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک برہان محکم ——— ایک معجزۂ اعظم

حضرت علامہ محمد حسن حقانی دامت برکاتہم العالیہ*

اللہ تعالیٰ واحد ہے، یکتا ہے، قرآن کریم شاھد ہے:

قل ھو اللہ احد

کائنات شاھد ہے کہ وہ واحد ہے:

وفی کل شی لہ آیۃ تدل علی انہ واحد

ہر شے میں اس کی وحدانیت کیلئے کھلی ہوئی عظیم نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دال ہے۔ تمام انبیاء و رسل اس ایک اہم نکتہ اور مشترک نعرے پر متحد ہیں گویا کائنات اس کی وحدانیت کی دلیل ہے اور خود محبوب خدا سرتاج انبیاء رحمۃ للعلمین ﷺ اللہ کی وحدانیت کی عظیم دلیل ہیں۔ مگر سوائے نبی کریم ﷺ کے اور کسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی دلیل، آیت اور برہان قرار نہیں دیا اور اپنے دعوائے وحدانیت پر دلیل بلفظ ''برہان'' اگر کسی کو فرمایا تو صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کو۔ یہ دو حیثیتوں سے نہایت قابل غور پہلو ہے۔ قرآن کی اس آیت ''**قد جاء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نور امبینا**'' میں لفظ برہان سے مراد (بمقابلہ تنزیل نور یعنی کتاب) حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ تقریباً تمام ہی مفسرین کرام نے اس شق کو اختیار فرمایا ہے کہ برہان سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے مذکورہ آیت کی روشنی میں ہم ان دو پہلوؤں پر غور کرتے ہیں:

۱- دلیل ہونا ۲- برہان ہونا

دونوں میں باہمی فرق یوں ہیں کہ دلیل رہنمائی کرنے والی، برہان مستحکم اور مؤکد رہنمائی کرنے والی:

البرھان ھو الدلیل المحکم والدلیل المؤکد

کائنات ساری کی ساری اس کی وحدانیت کی دلیل ہے اس کے واحد ہونے پر رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن اس کی وحدانیت پر مستحکم، مضبوط اور طے شدہ دلیل صرف اور صرف حضور کی ذات گرامی ہے گویا برہان وہ دلیل ہے جو مضبوط ہو اور توڑی نہ جاسکے۔ مستحکم ہو کہ کوئی خلا نہ آسکے۔ طے شدہ ہو کہ دوسرے امکان کا دخل نہ ہو سکے۔ اس حیثیت سے حضور ﷺ کی ذات دعوائے وحدانیت کیلئے برہان اور دلیل محکم ہے۔

اگرچہ برہان کے ایک معنی معجزہ کے بھی ہیں۔ ظاھر ہے کہ معجزہ لاجواب کرنے والی دلیل ہوتی ہے۔ گویا حضور ﷺ اللہ کے دعوائے وحدانیت کے مضبوط دلیل اور لاجواب معجزہ ہیں۔ یوں برہان دونوں معنی (دلیل محکم اور معجزہ) کے ساتھ بغیر کسی قیل وقال، بغیر کسی تکلف اور بغیر کسی حیل و حجت کے حضور ﷺ پر صادق آتے ہیں۔ گویا حضور ﷺ ایک ایسی دلیل ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں، جن کا کوئی توڑ نہیں، جن کا کوئی مد مقابل (ہمسر) نہیں اور

*(پرنسپل جامعہ انوار القرآن) (بشکریہ مجلہ فانوس کراچی)

کیوں نہ ہو کہ لاثانی وحدانیت کیلئے لاثانی دلیل اور لاثانی معجزہ انسب ہے۔ بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر اسکو ایک عجیب طریقے سے بیان کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی احدیّت کا دعویٰ اور اعلان بزبان رسالت **قل** فرما کر **هو الله احد** کہا۔ آپ فرمادیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے اور اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی معجزہ نما رسالت اور لاثانی نبوت کا اعلان بزبان ذات الٰہی ہے **هو الذی ارسل رسوله** اللہ وہ ہے، جس نے اپنا رسول برحق (محمد ﷺ) کو بھیجا۔ گویا دعویٰ وحدانیت بزبان رسالت اور دعوائے رسالت بکلام ذات الٰہی۔ یوں دعویٰ بھی بے نظیر اور دلیل بھی لاجواب۔

آپ کو معلوم ہے کہ قرآن حکیم معجزہ اور مستحکم دلیل ہے۔ یوں قرآن کریم برہان ہے اور رسول کریم ﷺ برہان ہیں اور مجسم معجزہ اور مستحکم دلیل ہیں۔ گویا اس کائنات میں آسمان، زمین سورج اور چاند، نظام شمسی وقمری، دنیائے حیوانات، دنیائے ملکوتیت، غرض ہر ہستی جو نابود ہونے والی ہے، نابود ہوجائے گی۔ فنا ہوجائے گی، ختم ہوجائے گی، قابل ذکر نہ رہے گی۔ مگر قرآن کریم کلام الٰہی اور رسول کریم ﷺ اور کلام الٰہی دونوں اپنی معجز نمائیوں اور دلیل محکم کے ساتھ اس وقت بھی تاباں اور چمکدار رہیں گی جب ہر نور تاریخ ہوچکا ہوگا، ہر روشنی ظلمت بنگوئی ہوگی ہر دن، رات میں تبدیل ہوگیا ہوگا۔ اس لئے جس طرح اس کی وحدانیت قدیم ہے، اس کا کلام بھی قدیم ہے اور اس کا معجزہ اور دلیل مستحکم (برہان) بھی نہ ختم ہونے والی ہے۔ سب شمعیں بجھ جائیں گی، چراغوں کی روشنی کافور ہاجائے گی۔ مگر یہ شمع ہمیشہ فروزاں رہے گی۔ نہ اس میں دھواں آئے گا نہ کوئی نقص آئے گا۔ اعلیٰ حضرت نے اسی حقیقت کو شعر کا جامہ پہنایا ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

کسی بھی دعویٰ کا مقبول ہونا اس کی دلیل، ثبوت اور شاہد پر موقوف ہے۔ اگر دلیل درست اور شاہد، عادل ہوگا تو دعویٰ بھی ثابت اور مقبول ہوگا۔ اگر دلیل کمزور ہوئی، شاہد غیر عادل ہوا اور ثبوت میں نقص وخامی ہوئی تو دعویٰ پر اس کے اثرات اس طرح مرتب ہوں گے کہ دعویٰ بھی کمزور، ناقص، خام اور نامکمل رہے گا۔ اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ دعویٰ وحدانیت ہر اعتبار سے مکمل، جامعہ اور قابل ہے۔ کیونکہ اس کی دلیل ہر طرح محکم (یعنی برھان) ہے، اس کا شاہد نہ صرف عادل بلکہ ہر خامی، نقص اور عیب سے پاک ہے (خلقت مبرأمن کل عیب) اب کوئی نقص وارنہیں ہوسکتا۔

لہذا حضور اکرم ﷺ برھان ہونے کی بناء پر ہر عیب سے مبرا، ہر خامی سے دور اور ہر عیب سے پاک ہیں اور برہان بمعنی معجزہ ہونے کی بناء پر بھی ایسے لاجواب ہیں کہ ساری کائنات ان جیسا لانے سے عاجز ہے۔ ثابت ہوا کہ میرے آقا ﷺ اللہ کے دعویٰ وحدانیت کی مکمل، مستحکم اور اٹل دلیل (برہان) ہیں اور جس طرح خدا کی ذات لاثانی ویکتا ہے اسی طرح حضور ﷺ کی ذات بھی یکتا اور لاثانی ہے نہ اس کا کوئی مثل ہے نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ بلکہ مزید آگے بڑھ کر کہا جاسکتا ہے کہ میرے آقا ﷺ کی رسالت کو نہ فنا ہے نہ آپ کی معجزہ نما ذات کو فنا ہے۔ نتیجۃً آپ کے اوصاف جمیلہ اور صفات عالیہ مثلاً حیات، رسالت، ہدایت، شریعت سب باقی ہیں۔ آپ کے برہان اور مجسم معجزہ ہونے نے آپ کو بقاعطا فرمائی ہے۔ جس طرح روح کی ابتدا تو خلقت ہے مگر اس کو فنا نہیں (باقٍ بعد خراب البدن) اسی طرح آپ مخلوق تو ہیں کہ "خلق الانسان" میں ہیں مگر آپ حیات ہیں۔ آپ کی صفات رسالت

وغیرہ موجود ہیں موجود رہیں گی نہ حیات کو فنا ہے نہ رسالت وغیرہ کو

رہا **کل من علیہا فان** کا قانون عموی تو اہل سنت نے

الحمدللہ اس قانون عموی کے مطابق فانی مانا مگر ''آنی'' مانا کہ قانون

الٰہی ایک وقت خاص میں حرکت میں آیا مگر اس کے بعد حضور علیہ السلام

کے جسم مبارک کا رابطہ روح سے ایک لمحہ کیلئے بھی منقطع نہیں ہے کہ

نہ صرف حضور علیہ السلام حیات ہیں بلکہ ان کی اس حیات طیبہ کی

مناسبت سے انہیں رزق الٰہی بھی میسر آتا ہے۔

''فنبی اللہ حی یرزق'' (الحدیث)

بقول امام اہلسنت:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے

مگر اتنی کہ فقط ''آنی'' ہے

خلاصہ یہ ہوا کہ اولاً مولیٰ اور آقائے نامدار علیہ السلام اللہ کی

بارہان ہیں، دلیل محکم اور آیت کامل ہیں۔ ہر عیب سے پاک، ہر

نقص و خامی سے صاف ہیں۔ ثانیاً حضور علیہ السلام مجسم معجزہ ہیں کہ ان

جیسا نہ کوئی ہوسکتا ہے نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ قرآن معجزہ کہ اس کا ثانی

نہیں، حضور معجزہ کہ ان کا بھی کوئی ثانی نہیں۔ قرآن دلیل محکم کہ

کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا حضور علیہ السلام برہان قاطع کہ اس کا توڑ کسی

کے پاس نہیں۔ انتہائی مکمل و جامع کہ گمان نقص کا بھی گذر نہیں۔

ثالثاً حضور علیہ السلام حیات ہیں بس آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ بقول

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

آج بھی روح و جسم کا تعلق ہے تو موت کیسی؟ کہ

موت تو نام ہے روح کا جسم سے تعلق منقطع ہو جانے کا۔ یہاں تو

تعلق بدستور ہے۔ الحمدللہ کہ میری آقا و مولیٰ تاجدار حرم نور مجسم

علیہ السلام ایک برہان محکم اور دلیل مستحکم ہیں۔ آپ کی ذات معجزہ ہے

اس کا ثانی نہیں آپ حیات ہیں کہ روح و جسم کا تعلق آج بھی برقرار

ہے۔ لہذا سنتے بھی ہیں، دیکھتے بھی ہیں، تشریف بھیلاتے ہیں،

بلاتے بھی ہیں۔ تسلی بھی دیتے ہیں، سر پر ہاتھ بھی رکھتے ہیں۔

صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ۔

محققین رضویات کے لئے عظیم خوشخبری

شرف اہلسنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی نے اپنے مکتوب بنام صدر ادارہ وجاہت رسول قادری صاحب مورخہ ۲۰ رمئی ۲۰۰۲ء کے ذریعہ یہ اہم اطلاع دی ہے کہ جامعہ صدام، بغداد شریف سے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ایک عظیم تصنیفی اور تحقیقی پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ قصیدۂ تان رائعتان کا ایک خوبصورت نسخہ شائع ہوا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس پر ڈاکٹر رشید عبدالرحمٰن عبیدی استاذ جامعہ صدام للعلوم الاسلامیہ نے حاشیہ لکھا ہے اور جامعہ صدام للعلوم الاسلامیہ کے رئیس ڈاکٹر محمد مجید السعید نے مقدمہ لکھا ہے۔

یہ تمام امور مولانا ابو سار یہ عبداللہ العلیمی الھندی کی کاوشوں سے انجام پذیر ہوئے۔ یہ فاضل نوجوان ہندوستان کے رہنے والے ہیں اور صدام یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ مولائے کریم انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے اور ترقی و کامیابی کی معراج تک پہنچائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

از: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری *

اللہ تعالیٰ حضرت انسان کی پیدائش اور دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝ (الذریت)

اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسان کے علاوہ فرشتے بھی پیدا کیے جو مسلسل اس کی بندگی میں مصروف عمل ہیں۔ ان کو قیامت تک نہ موت ہے اور نہ ہی وہ بندگی میں کوئی کوتاہی کرتے ہیں۔ فرشتوں کو جن وانس کے مقابل کوئی اور مزید ذمہ داری بھی سونپی گئی مگر جن وانس کو تمام اقسام کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنی بندگی کا حکم بھی دیا اگر چہ بندے کا ہر کام جو اس کی اطاعت کے مطابق انجام دیتا ہے بندگی ہی کہلاتی ہے۔ انسان بندگی اپنے جسم کے تمام اعضیٰ کے ساتھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ہر عضو سے وہ بندگی کرتا ہے مثلاً کانوں سے قرآن پاک کی تلاوت اور صاحب قرآن ﷺ کا ذکر سننا بندگی ہے مگر ان ہی کانوں سے گانا بجانا یا ناحق گفتگو نہ سننا بھی بندگی ہے۔ آنکھوں سے ماں باپ کے چہرے کو تکنا بندگی ہے مگر ان ہی آنکھوں سے فحش اور لغو کام نہ دیکھنا بھی بندگی ہے اسی طرح ہاتھوں سے اپنے کنبے کے لئے حلال روزی کمانا ایک طرف بندگی ہے تو دوسری طرف ان ہی ہاتھوں سے دوسرے مسلمان بھائی کو ایذا نہ دینا بھی بندگی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے احکامات ''امر بالمعروف و نھی عن المنکر'' میں بندگی کا راز ہے۔ کوئی عمل اس کی رضا کے لئے کرنا اور اسی کی رضا کے لئے نہ کرنا بندگی کہلاتی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت انسان کے تمام اعضاء اس کے لئے بڑی نعمت ہیں کیونکہ جسم کے ہر عضو سے اس کی بندگی کی جاتی ہے۔ ان تمام اعضاء میں زبان ایک اہم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے صحیح استعمال کی طرف نشاندہی فرماتا ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝ الضحیٰ

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ۝ (کنز الایمان)

یہاں اللہ تعالیٰ تعالیٰ ایک خاص نعمت کا ذکر کر کے ارشاد فرما رہا ہے کہ ہماری دی ہوئی خاص نعمت کا خوب اہتمام کے ساتھ اپنی زبان سے چرچا کرو مگر اس جگہ اللہ تعالیٰ نے نہ خاص نعمت کی نشاندہی فرمائی اور نہ ہی چرچا کرنے کا طریقہ، وقت، تعداد، کلمات وغیرہا کا ذکر کیا کہ اس نعمت کا کن الفاظ میں چرچا کیا جائے یہ نہیں بتایا البتہ اسی سورۃ کی پچھلی دس آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کر رہا ہے جن کو اعلیٰ حضرت نے اپنے اشعار میں اس طرح پرو دیا

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
(حدائق بخشش)

* (صدر شعبہ ارضیات، کراچی یونیورسٹی)

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی تفاسیر پر نظر ڈالنے
سے بھی اس کی نشاندہی ہوئی کہ یہاں نعمت سے مراد قرآن اور
صاحب قرآن دونوں ہیں چنانچہ امام رازی، امام جمل اور ملا واعظ کا
شفی اپنی تفاسیر میں امام مجاہد کے یہ قول نقل کرتے ہیں:
قال مجاہد:

تلك النعمة هي القران ، فان القران اعظم ماأنعم الله به علىٰ محمد عليه السلام

امام مجاہد فرماتے ہیں یہاں نعمت سے مراد قرآن ہے
اور بیشک یہ قرآن جو اللہ کی عظیم نعمت ہے حضور ﷺ کو انعام کے
طور پر عطا کیا گیا۔
دوسرے قول میں امام مجاہد فرماتے ہیں:

عن مجاهد ان تلك النعمة هي النبوة

امام مجاہد سے روایت ہے کہ یہاں نعمت سے مراد (صاحب قرآن
کی) نبوۃ ہے۔

بیشک امت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے قرآن اور صاحب
قرآن ﷺ دونوں عظیم نعمت ہیں لیکن چونکہ قرآن کریم کی نعمت
بھی صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کی بدولت ملی اس لئے اللہ
تبارک وتعالیٰ اسی ایک نعمت کا خوب چرچا کرنے کا حکم دے رہا
ہے۔ قرآن پاک خود بھی ایک اور مقام پر اسی خاص نعمت کی
نشاندہی فرما رہا ہے جس سے اس موقف کی حمایت حاصل ہوتی ہے
کہ آیت میں نعمت سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہی ہے۔
قرآن پاک ارشاد فرما رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ...... (۱۶۴، ال عمران)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں
میں سے ایک رسول بھیجا...... (کنزالایمان)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے وجود مسعود
کو امت کے لئے احسان عظیم بتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نعمت کے
دیے جانے کو احسان سے تعبیر فرما رہا ہے وہ ذات مصطفیٰ ﷺ ہے
اور یقیناً امت کے لئے آپ کی ذات ہی نعمت کبریٰ ہے چنانچہ اس
عظیم ہستی کے خوب خوب چرچا کرنے کا حکم بھی دیا جا رہا ہے۔ یہ
چرچا زبان سے بہتر اور کوئی عضو نہیں کرسکتا۔ امام احمد رضا خاں
قادری محدث بریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) ابن مولٰنا مفتی نقی
علی خاں قادری بریلوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) ابن مولٰنا
مفتی رضا علی خاں قادری بریلوی (المتوفی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء)
علیہم الرضوان اجمعین نے زبان کو حضور نبی کریم ﷺ کی ثناء خوانی
کا راز قرار دیا آپ اپنے کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

کیونکہ

زمین و زماں تمہارے لئے، مکین و مکان تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے، بنے دو جہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد
مصطفیٰ ﷺ کے نام مبارک سے بھی گہرا لگاؤ ہے۔ آپ فرماتے
ہیں کہ آپ ﷺ کا نام "محمد" اتنا میٹھا ہے کہ اگر انسان کی زبان پر
کسی وقت بھی جاری ہو جائے تو اس کو ایک عجیب لذت محسوس ہوتی

ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آ
ہی عجیب کیف و سرور حاصل
کیفیت طاری ہوتی ہے انسا
لیتا ہے آپ نے اس کیفیت
ہے:

لب پہ آجاتا ہے جب نا
وجد میں ہو کے ہم اے

اللہ تعالیٰ ۔
عالم ﷺ کا چرچا کرنے
شریفہ میں اس ذکر کو د
فرشتے ان کا ذکر کر رہے
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ
"بیشک اللہ اور اس کے
نبی پر اے ایمان والو تم
اس آیت
کریم ﷺ پر درود اور
تعالیٰ اور تمام فرشتوں
کہ جس طرح ہم اور
طرح تم بھی عمل کرو مگر
ہیں اور نہ ہی اللہ تعا
اسلئے طریقہ، کلمات
چاہو، جب چاہو، ج
حبیب پر درود و سلا
ہوئے حال وقال۔

ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا اسم مبارک لینے کے ساتھ ہی عجیب کیف وسرور حاصل ہوتا ہے اور نام لیتے ہی وجد کی ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے انسان اپنے دونوں لبوں کو بے خود ہوکر چوم لیتا ہے آپ نے اس کیفیت کا اظہار اپنے مندرجہ ذیل شعر میں کیا ہے:

لب پہ آجاتا ہے جب نام ضیاب منہ میں گھل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے آیات بالا میں اپنے محبوب کریم حبیب دو عالم ﷺ کا چرچا کرنے کا حکم دیا ہے۔اس کے علاوہ ایک اور آیت شریفہ میں اس ذکر کو دھرایا اور بتایا کہ جس طرح میں اور میرے فرشتے ان کا ذکر کررہے ہیں ویسے ہی تم بھی کرو:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْاعَلَيْهِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِيْماً o (۱۵۶/الاحزاب)

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو نبی کریم ﷺ پر درود اور خوب سلام بھیجنے کی کا حکم دیا جو درحقیقت اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں کی سنت بھی ہے ساتھ ہی حکم کے نمونہ یہ بتایا کہ جس طرح ہم اور ہمارے تمام فرشتے درود بھیج رہے ہیں اسی طرح تم بھی عمل کرو مگر اہل ایمان نہ تو فرشتوں کو درود بھیجتا دیکھ رہے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کے عمل کا ادراک ممکن ہے اسلئے طریقہ، کلمات، اوقات، مقدار اہل ایمان پر چھوڑ دی کہ جتنا چاہو، جب چاہو، جیسے چاہو، جن کلمات کے ساتھ چاہو میرے حبیب پر درود وسلام بھیج کر میری سنت ادا کرو اور حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حال وقال سے ان کا چرچا کرتے رہو۔نماز کے اندر درود و سلام بھیجو کہ اس کے بغیر نماز ممکن نہیں ہوسکتی، ہاں نماز سے قبل یا بعد میں بھیجنا تمہاری محبت پر منحصر ہے۔اذان کے دوران "اشھد ان محمد رسول اللہ" سن کر درود بھیجنا واجب ہے مگر اذان سے پہلے اور بعد درود وسلام بھیجنا تمہاری محبت کی کسوٹی ہے۔اب رہے زندگی کے باقی اوقات تو ان لمحات میں زبان کا سب سے بہتر استعمال میرے محبوب کا چرچا کر کے کیا جاسکتا ہے بجائے اس کے کہ اس زبان سے جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی فحش گفتگو نکلے بہتر یہ ہے کہ اسی زبان سے درود وسلام پھولوں کی لڑیاں جاری ہوں۔اعلیٰ حضرت خود زبانِ قلم سے اپنی زبان کا حال یوں بیان کرتے ہیں۔

وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح وثناء کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ، دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمد خدا، تیری ہی مدح وثناء کرتے ہیں

امام احمد رضا علیہ الرحمہ سرور کونین ﷺ کی ثناء خوانی دنیا میں کرنے کے ساتھ ساتھ یوم النشور بھی کرنے کے خواہشمند ہیں۔روز محشر جو پچاس ہزار برس کے برابر کا دن ہوگا بے اذنِ الٰہی کسی قسم کی عبارت کا اہتمام بھی ممکن نہ ہوسکے گا۔ہر کوئی اپنے نامۂ اعمال کے تولے جانے کا منتظر ہوگا۔اس دوران اہل عشاق یقیناً اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کی مدح سرائی کے ساتھ وقت گذار دیں گے امام احمد رضا علیہ الرحمہ بھی اسی مدح سرائی کے آرزومند نظر آتے ہیں کہ اے کاش لواالحمد کے نیچے جب ہم سب جمع ہوں تو اس وقت بھی ہماری زباں سے اسی نعت کبریٰ اور اللہ کے احسان عظیم کا چرچا جاری رہے۔آپ فرماتے ہیں۔

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

اعلیٰ حضرت روز محشر حضور ﷺ کی ثناء خوانی کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہم کیا وہاں تو تمام انبیاء ورسل صحابہؓ واولیاء سب کا یہی مشغلہ ہوگا اور سب کی زباں پر بس آپ ﷺ کا ذکر خیر جاری ہوگا۔

کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق ووصی غنی و علی ثناء کی زباں تمہارے لئے

امام اہل سنت روز محشر حضور نبی کریم ﷺ سے وابستگی کا ایک اور منظر پیش کرتے ہیں:

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامان عالی ہاتھ میں

شفیع روز محشر، مالک حوض کوثر، صاحب مقامِ محمود، نائب مالک یوم الدین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ روز قیامت اپنی امت کی حاجت روائی کے لئے ستر ہزار فرشتوں کی جھرمٹ میں اور ان کے درود وسلام کی گونج میں تین مقامات، پل صراط، حوض کوثر اور میزان عدل پر موجود ہوں گے۔ حضور ﷺ کی یہ سواری تینوں مقامات پر آتی جاتی رہے گی۔ آپ کی سواری کی آمد کا پتہ فرشتوں کے درود وسلام کی گونج سے ہوگا کہ آپ کہاں ہیں اور کدھر جا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اسی ماحول کو ان فریادی الفاظ میں بیان کررہے ہیں کہ:

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور

اے کاش حضور ﷺ اپنے خدمت گار فرشتوں کے ساتھ جلد از جلد میری نظروں کے سامنے بھی آجائیں اور آپ کی سروری تمام مسلمان بھی دیکھیں اور سب اپنی زبان سے حضور ﷺ کی شان وشوکت پر نذرانہ پیش کریں یعنی۔

بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

آخر میں امام احمد رضا محدث بریلوی ایک آخری تمنا کا اظہار فرمارہے ہیں کہ کاش ایسے وقت حضور ﷺ کی خدمت کے یہ مقدس فرشتے اس عبدِ مصطفیٰ احمد رضا کو بھی درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کا اشارہ کردیں کہ اے رضا تم بھی درود وسلام کا وہ ترانہ آج بارگاہِ اقدس میں سناؤ جو زندگی بھر تم دنیا میں سارے عالم کو سناتے رہے اور پھر اس وقت میری زبان شافعِ یوم النشور ﷺ کے حضور یوں رطب السان ہوجائے۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی

"واما بنعمة ربک فحدث o"

لہٰذا اس کی تکمیل حشر میں بھی ہونا چاہیے کہ وہاں بھی ان کی مدح سرائی زبان پر جاری رہے اُس ذات کا چرچا وہاں بھی جاری رہے اور ہم کیا اس کی مدح سرائی کریں کہ خود باری تعالیٰ اس کی مدحت بیان فرماتا رہتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اے رضاؔ خود صاحب قرآں ہے مدّاح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۞۞۞

تحریر: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

اللہ رب العزت نے وجہِ تخلیق کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو اس کائنات ارضی میں اپنی ربوبیت کا نشان اور اپنی معبودیت کی دلیل بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ جن وانس آپ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہوں اور اس کی بندگی اور عبادت کی طرف مائل ہوں جس کے لئے انہیں اس جہاں میں پیدا کیا گیا ہے۔

اللہ جل مجدہٗ نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے جلال و جمال اور صفات و کمالات کا اس طرح مظہر اتم بنا کر بھیجا کہ آپ کا ذکر جمیل اپنے ذکر عظیم کے ساتھ شامل کرلیا اور اس کو وہ بلندی و رفعت عطا فرمائی جو کائنات میں کسی کے ذکر کو نہ ملی اور نہ ملے گی۔ سورۂ الم نشرح میں ارشاد ہوتا ہے:

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ

یعنی اے محبوب ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند فرمادیا

حضرت ابن عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو اپنا ذکر بنا دیا، جس نے آپ کا ذکر کیا۔ اس نے میرا ذکر کیا۔ سبحان اللہ۔ کیا عظمت وشان ہے سرکار دوعالم ﷺ کی۔

اللہ تعالیٰ کے بے حد وشمار صفاتی اسمائے حسنہ ہیں۔ جن میں سے ننانوے منتخب اسمائے حسنیٰ قرآن کریم سے ماخوذ ہیں۔ اسی طرح صحابۂ کرام اور محدثین عظام نے نبی اکرم حبیب مکرم ﷺ کے بھی ننانوے اسمائے حسنیٰ قرآن واحادیث سے اخذ کئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا پرتو ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ کے اسمائے صفاتی اللہ رب العزت کے اسمائے حسنیٰ کے پرتو ہیں۔ اللہ رب العزت کا ایک نام مبارک ''العلیم'' ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں بے انتہا علم والا ایک اور اسم مبارک ''الخبیر'' ہے، یعنی بڑا خبردار اور خبر دینے والا۔ محبوب مکرم ﷺ کا صفاتی اسم گرامی ''معلم'' اللہ تعالیٰ کی صفتِ علیم وخبیر کا مظہر ہے چنانچہ سورۂ جمعہ میں ارشاد ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ق وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ (سورۂ جمعہ ۶۲:۲)

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے''

اس آیت مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کی چار صفات جمیلہ کا ذکر کیا جارہا ہے کہ آپ امی ہیں، آپ کتاب اللہ کے قاری اور مبلغ ہیں، مزکی یعنی تزکیہ نفس فرمانے والے ہیں اور معلم کتاب و حکمت ہیں۔ دیکھا جائے تو یہ چاروں صفات اللہ رب العزت کی طرف سے آپ کو عطا کردہ علمی کمالات کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس مختصر وقت میں ہم ھادی برحق عالمِ ماکان و ما یکون ﷺ کی صفت ''الامی'' اور ''معلم'' پر سیر حاصل علمی گفتگو سے پرہیز کرتے ہوئے صرف چند نکات پیش کرسکیں گے جن سے آپ کی ذات مبارکہ کے سرچشمہ علم وحکمت اور ''عالم العالمین'' ہونے کا اندازہ ہو سکے گا۔

عربی زبان اپنی منضبط معنیٰ آفرینی اور بلیغ ترین اشتقاقی مفاهیم کے لحاظ سے ایک منفرد اور امتیازی مقام رکھتی ہے۔ لہذا ''الامی'' کی توجیہہ وتشریح اور اس کے صحیح مفہوم کو متعین کرنے میں ہمیں عربی زبان کی کثیر الاشتقاق صلاحیت کا احترام کرنا پڑے گا۔ ''اُمّ'' عربی زبان میں ''ماں'' کو کہا جاتا ہے۔ لیکن عربی لغت کی اصطلاح میں ہر اس شے کو جو کسی دوسرے شے کے وجود، اس کی تربیت، اصلاح اور ابتداء وانتہا کی اصل اور بنیاد ہو اسے ''امّ'' کہا جاتا ہے۔ لفظ ''امّی'' مشتق ہے ''امّ'' سے اور قرآن نے اس مادّہ سے ''اُمّ''، ''اُمّ القریٰ''، ''امّ الکتاب''، ''لامّی'' اور ''الامیون'' کے الفاظ وضع کئے ہیں جو نہ صرف عام لغوی، تاریخی، جغرافیائی اور توصیفی معانی عطا کرتے ہیں بلکہ بہت اہم اختصاصی اور استثنائی معنیٰ بھی ادا کرتے ہیں۔ مثلاً عربی کا ایک محاورہ ہے ''ام الرجل'' جس کا لفظی ترجمہ تو کسی شخص کی ماں ہوگا لیکن محاورتاً کسی شخص کی بیوی یا ایسی خاتونِ خانہ کو کہتے ہیں جو تمام امور خانہ کی مالکہ، منصرم، اور منتظم ہو۔ قرآن کریم میں اُمّ الکتاب اور ''امُّ القریٰ'' کی اصطلاحیں استعمال ہوئی ہیں۔ ''امّ الکتاب'' لوح محفوظ کیلئے استعمال ہوا ہے یعنی ایسی کتاب جو تمام الہامی کتب کی ماں ہے او جس کی طرف تمام علوم و معارف اور کتب الٰہیہ کے مضامین منتہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح امّ القریٰ کا لفظ شہر مکۃ المکرّمہ کیلئے استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں تمام آبادیوں اور قریوں کا اصل اور مرکز ہے۔

کلام مجید میں لفظ ''الامّی'' چھ مقامات پر واحد اور جمع کی صورت میں استعمال ہوا ہے اور انہی چھ مقامات پر ان کے مخصوص مفاهیم و معنی قطعی اور واضح طور پر متعین ہوجاتے ہیں۔ دو مرتبہ یہ لفظ حضور اکرم ﷺ کی شان میں آیا ہے، سورۂ اعراف کی ۱۵۷ رویں اور ۱۵۸ رویں آیت میں۔ ان دونوں آیتوں میں ''النبی الامی'' کا ترجمہ بعض مترجمین ''ان پڑھ نبی'' کرتے ہیں۔ جو عربی زبان و لغت سے ان کی عدم واقفیت اور عظمت و مقام رسول اللہ ﷺ سے ان کی دانستہ یا نادانستہ ناشناسی کا مظہر ہے اور سرکار رسالتمآب ﷺ کی ارفع واعلیٰ شان کے مقابلہ میں ایک گستاخانہ رویہ کا حامل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق ''امّی'' ہونا سرکار دو عالم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ آپ دنیا میں کسی سے پڑھے نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اوّلین وآخرین اور غیبوں کے علوم کی خبریں ہیں۔ معنی یہ ہوئے کہ ایسا رسول جس نے بظاہر دنیا میں کسی فرد سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو، نہ تعلیم وتعلم کیلئے کسی استاذ کا مرہون منت ہو بلکہ اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے سکھایا پڑھایا ہوا آیا ہو، اسی کی عطا سے غیب کی خبریں بتائے اور سارے عالم کیلئے آغوشِ ھدایت اور علم وحکمت کا مرجع و محور ہو۔ جہاں جہاں قرآن مجید میں لفظ ''اُمّیون'' آیا ہے اس سے یا تو تمام بنی اسمٰعیل مراد ہیں جو مکۃ المکرّمہ میں آباد تھے یا وہ غیر کتابی کافر و مشرک مراد ہیں جو آسمانی کتابوں اور ان میں درج ھدایات

سے بالکل بے بہرہ تھے یا پھر وہ یہود و نصاریٰ ہیں جو خود تو توریت و انجیل کا علم نہیں رکھتے تھے مگر اپنے عالموں کی من گھڑت باتوں کو آسمانی ھدایات اور اپنے انبیاء کی شریعت سمجھ کر یاد کر لیتے تھے ۔

اس بحث سے ظاہر ہوا کہ ''الامّی'' کی اصطلاح قرآنِ مجید میں مختلف معنوں میں استعمال ہوئی اور لغت عرب اور لغت قرآن میں اس کے متعدد معنی ہیں ۔ لیکن جب یہ لفظ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو ان کی شان اور وصف کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ کسی نقص یا عیب کو اس لئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے حبیب خاص ہیں ایسے حبیب کہ جن کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بلندی و رفعت عطا کی ہے کہ ان کے ذکر کو اپنے ذکر کا حصہ بنادیا ۔ جو اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ رسول ﷺ کا ذکر ضرور کرتا ہے اور جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اس نے یقیناً اللہ عزّ وجل کا ہی ذکر کیا ۔ اس طرح ''رسول نبی الامّی'' کے معنی یہ ہوئے کہ غیب کی خبریں دینے والا رسول جو تمام عالم کے لئے مرکز رشد و ھدایت اور منبع علم و حکمت ہے سورۂ جمعہ کی مذکورہ بالا آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو معلم اخلاق اور معلم کتاب و حکمت کے وصف جمیل سے یاد فرمایا ہے ۔ سید المرسلین آقائے دو جہان ﷺ محسن انسانیت ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ۔ آپ سارے جہان کو رحمت و نعمت عطا فرمانے والے ہیں ۔ سارے عالم آپ کی رحمت سے فیض یاب ہو رہا ہے اور ازل سے ابد تک ہوتا رہے گا ۔ آپ کی صفتِ رحمت اللعالمینی کا تقاضہ ہے کہ آپ سارے عالم کی تمام چیزوں کا علم رکھتے ہوں اور ان کی ذات، استعداد، صلاحیت اور استطاعت سے بھی پوری طرح واقف ہوں ۔ لہٰذا آیت مبارکہ ''وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین'' سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے آپ عالم العالمین بھی ہیں یعنی ازل سے ابد تک ساری کائناتِ عالم اور تمام مخلوقات الٰہیہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور ان سے متعلق علوم کے بھی عارف ہیں ۔ جبھی تو آپ سارے عالم کے معلم ٹھہرتے ہیں، سب کو اپنی رحمت، فضل اور برکت سے سرفراز فرماتے ہیں، ہر ایک کو حسب استطاعت علم و حکمت سے نوازتے ہیں وہ کون سا شعبۂ زندگی ہے جس کے بارے میں آپ نے اپنے حکیمانہ اقوال سے راہ نہ دکھائی ہو ۔ آپ معلم ھدایت ہیں ۔ آپ نے ھدایت الٰہی کے نور سے زندگی کی تاریک راہوں کو روشن کیا اور بھٹکے ہوؤں کو صراط مستقیم دکھائی ۔

''یہ آپ ہی کی معلمانہ صلاحیتوں کا کرشمہ ہے کہ آپ نے بربریت، جہالت، تعصب، تفاخر اور ہوسِ اقتدار کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں غرق دنیا کو بقعۂ نور بنادیا ۔

دنیا کے ہر حصے میں طبقات کا فرق تھا لیکن آپ ہی وہ معلّم مساوات تھے جس نے ۔

بشارت دی مساواتِ بشر کی نوع انسان کو

آپ کے اس درس مساوات نے ببانگ دھل دنیا کو بتادیا کہ عربی و عجمی، کالے اور گورے، اور آقا و غلام میں کوئی تمیز روا نہیں، اگر کوئی امتیاز ہے تو وہ تقوی و طہارت اور علم و حکمت کا ہے ۔ آپ کے اس اعلان کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

آپ معلّم اخلاق ہیں ۔ آپ کی بعثت مبارکہ کا اولین مقصد فضائل اخلاق اور اعمال حسنہ کی تعلیمات تھا ۔ تمام اعلیٰ اخلاق اقدار جن میں صداقت و عدالت امانت و دیانت، صبر و تحمل، عفو و

درگذر، عدل واحسان، سخاوت وشجاعت اور صبرو استقلال شامل ہیں آپ کی حیات طیبہ کا تار و پود تھیں ۔قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ آپ کی ذات مقدسہ کے اعلیٰ اخلاقی قدروں کی حامل ہونے کی نص قطعی ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم ۶۸:۴)

یعنی بیشک آپ خلق عظیم کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں

خود سید عالم ﷺ اپنے معلم اخلاق ہونے کا یوں اعلان فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق ومحاسن افعال کی تکمیل و تتمیم کے لئے مبعوث فرمایا'' (خزائن عرفان حاشیہ کنزالایمان)

ترمذی شریف کی یہ حدیث بھی آپ کے معلّم اخلاق ہونے پر گواہ ہے:

''وہ شخص جنت میں کبھی داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر بھی نخوت وغرور ہے''

ابوداؤد شریف میں آپ کا یہ ارشاد مبارک بھی اخلاق حسنہ کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے:

''قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں حسنِ اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہ ہوگی''

آپ معلم ہیں جہاد کے ۔آپ نے فرمایا سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ اپنے نفس سے جہاد کیا جائے ۔بخاری شریف کی حدیث ہے کہ:

''آپ نے فرمایا کہ طاقتور وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے''

آپ نے اپنے اخلاق کریمانہ اور اسوۂ حسنہ سے رواداری محبت، اور بھائی چارگی کا درس دیا۔آپ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص مومن ہو نہیں سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے''

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جو شخص ہمارے بچوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے''

آپ نے مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دیا اور فرمایا کہ نہ اس پر کوئی ظلم کرے، نہ اسے رسوا کرے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھے۔مختصراً یہ کہ معلم انسانیت ﷺ نے وہ کون سا عمل خیر ہے جس کا درس آپ نے نہیں دیا۔دوسری طرف آپ نے ہر اس سفلی اور رذیل عمل سے روکا جو انسان کو درندگی اور بربریت کی راہ پہ ڈالتا ہے آپ نے تبسم ریز اشاروں سے سسکتی انسانیت کو حیات نو بخشی۔ اپنی جوامع الکلمی سے دنیا کے مظلوموں اور مجبوروں کو گویائی کی قوت عطا فرمائی، آپ نے وحشیوں کو انسانوں کی طرح جینے کا سلیقہ سکھایا اور انسانوں کے اندر تزکیہ نفس کے ذریعہ ملکوتی صفات پیدا کر کے رشک ملائک بنادیا۔آپ معلم انسانیت ﷺ کی ذات والا صفات اور سیرت مطہرہ کا جس زاوئے اور جس رخ سے بھی مطالعہ کریں، خواہ میدان جہاد ہو، یا میدان تبلیغ و ارشاد، خواہ معاملاتِ روزگار ہوں یا مسائل عبادات، خواہ عائلی معاملات ہوں یا حکومت کا کاروبار، خواہ دین کی بات ہو یا دنیاوی معمولات، آپ ہر چھوٹے سے چھوٹے قضیے اور بڑے سے بڑے معاملے میں کامل رہنمائی پائینگے، شرط یہ ہے کہ ہم سید عالم ﷺ کو صمیم قلب سے اپنا آقا ومولیٰ تسلیم کرلیں۔پھر اس کے بعد کسی نظام یا ''ازم'' کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔انسانیت کے ہر دکھ کا

علاج اور ہر درد کا درمال
ان کے ''اسوۂ حسنہ'' ک
سے قوی تر کیجئے، دنیا و
کیجئے فلاح دارین اپنا
ہے جو اس شہنشاہ کو
بیماری ہے جس کا علا
کے پاس نہیں، سچ فر
مالک کو
دو جہاں
آج عا
ایک اذیت ناک د
مرکزی نقطہ سے ہٹ
الـذیـن انعمت
کر کے ہم جذبۂ جہ
جس سے یہود ونص
تھے۔وہ مرکزی نق
اقدس سے رشتۂ وا
نقوش قدم کو چراغ
منصوبے اور سازش
کی وہ متاع عزیز

آ
سالنامہ(

علاج اور ہر درد کا درماں معلم انسانیت علیہ السلام کے ''نسخۂ کیمیا'' اور ان کے ''اسوۂ حسنہ'' کی پیروی میں ہے۔ ان سے نسبتِ عشق قوی سے قوی تر کیجئے، دنیا و آخرت سنواریئے، راحت و سکون حاصل کیجئے فلاح دارین اپنا مقدر بنایئے۔ دنیا و آخرت کی کونسی دولت ہے جو اس شہنشاہِ کونین علیہ السلام کے پاس نہیں، جسم و جان کی کونسی بیماری ہے جس کا علاج اس حکیم کائنات اور معلم علم و حکمت علیہ السلام کے پاس نہیں، سچ فرمایا ہے عاشق صادق رضا بریلوی نے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

آج عالم اسلام، خواہ عجم ہو یا عرب، ذلت و رسوائی کے ایک اذیت ناک دور سے گذر رہا ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اس مرکزی نقطہ سے ہٹ گئے ہیں جو ''صراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم'' کے لئے مشعل راہ تھا، اور جس کو اختیار کر کے ہم جذبۂ جہاد سے سرشار ایک ایسی متحدہ قوت بن گئے تھے جس سے یہود و نصاریٰ اور دیگر باطل قوتوں کے دل دہل جاتے تھے۔ وہ مرکزی نقطہ سید عالم، معلّم علم و حکمت علیہ السلام کی ذات اقدس سے رشتۂ وارفتگی و شیفتگی استوار کرنے اور ان کے محبوبوں کے نقوش قدم کو چراغ راہ بنانے کا تھا۔ یہود و نصاریٰ کے سوچے سمجھے منصوبے اور سازش کے تحت آج ہمارے دلوں سے ''محبت رسول'' کی وہ متاع عزیز چھین لی گئی ہے جس کی بدولت کروڑوں مسلمان کی عظیم جماعت آج گروہ بندیوں کا شکار ہو کر اپنی اجتماعیت کی قوت و طاقت گنوا بیٹھی ہے۔ مسلمانوں کی صفوں میں ایسے افراد ابھارے یا داخل کیئے گئے جنہوں نے سید عالم علیہ السلام کی ذات مبارکہ کو زیر بحث لاکر آپ کی عظمت اور مقام کو مجروح کرنے کی ناپاک جسارت کی تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے آپ کی عظمت اور آپ کی ذات قدسیہ سے بے پناہ محبت زائل ہو جائے اور صیہونی اور صیہونیت نواز طاقتیں مسلمانوں کا عالم سطح پر سیاسی اور معاشی استحصال کر سکیں۔ اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو متحد کیا جائے۔ آپس میں وداد و محبت اور اتحاد و اتفاق کو فروغ دیا جائے۔ اس کی صورت اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کہ ذکر رسول علیہ السلام کو عام کیا جائے۔ محافل میلاد کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ مسلم نوجوانوں کے دلوں میں نبی رحمت، معلم علم و حکمت علیہ السلام سے محبت و وفاداری کا جذبہ بیدار ہوگا اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا شوق پیدا ہوگا۔ محبت رسول علیہ السلام کے حوالے سے مسلمانوں میں یک جان دو قالب ہونے کا جذبہ پیدا ہوگا جو انہیں اتحاد کی قوت سے بہرہ ور کرے گا اور اس طرح مسلم نشاۃ ثانیہ کا عمل شروع ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمين بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه واله وصحبه اجمعين وبارك وسلم

اهم اعلان

آئندہ جولائی، اگست اور ستمبر کا مشترکہ شمارہ اگست کے اواخر میں امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۲ء کے موقع پر بطور سالنامہ (خصوصی نمبر) شائع ہوگا جو تقریباً ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہوگا۔ (ادارہ)

از:.....علامہ غلام مرتضیٰ مجددی

قرآن و حدیث میں مسلمان فوت شدگان کے لئے ایصال ثواب کی جا بجا ترغیب دی گئی ہے لیکن ایصال ثواب کے لئے کسی ایک طریقہ کو خاص نہیں کیا گیا بلکہ اس عمل کو مختلف انداز میں اپنانے کی اجازت اور رخصت دی گئی ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات و خیرات اور دیگر حسنات کے علاوہ ہر نیک عمل کا ثواب دنیا سے جانے والوں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ ایصال ثواب کے لئے کوئی ایک طریقہ مخصوص سمجھنا نادانی اور جہالت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ابتداء سے ہی مختلف انداز میں ایصال ثواب کا اہتمام کرتے رہے، کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ موجودہ دور میں ایصال ثواب کے پروگرام مختلف ناموں سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں جن میں سے ایک نام ''گیارہویں شریف'' کا بھی آتا ہے۔

گیارھویں شریف کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی، پیر پیراں، والیٔ بغداد، فرد الافراد، ابو الوقت، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک، ۵۶۱ھ، ۱۷ ربیع الثانی کو ہوا۔ تاریخ وفات میں اختلاف کے باوجود گیارہ (۱۱) تاریخ کو کچھ زیادہ ہی شہرت نصیب ہوئی اور یہ شہرت پذیری صرف عوام الناس میں ہی نہیں بلکہ علماء و مشائخ میں بھی یہی گیارہویں تاریخ مشہور متعارف ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ''ماثبت بالسنۃ'' اور اخبار الاخیار'' میں اور علامہ عبدالقادر الاربلی نے تفریح الخاطر میں ذکر کیا ہے۔ بدیں وجہ حضور غوث پاک کو ہندوستان اور پاکستان کے علاقوں میں گیارہویں والے پیر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب بھی گیارہویں والے پیر کا جملہ بولا جاتا ہے تو اس سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ہی مراد ہوتے ہیں۔ اسی نسبت گیارہویں کی وجہ سے نیاز، جو تحفہ، دعا اور جو نیک عمل کا ثواب حضور غوث پاک کی بارہ میں بھیجا جاتا ہے، اس ایصال ثواب کو گیارہویں شریف کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب اس سلسلہ میں نفلی نماز، روزہ ہو، حج ہو، عمرہ ہو، صدقات و خیرات ہوں یا کوئی بھی نیک عمل ہو، اگر اس کا ثواب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو پیش کر دیا جائے تو اسے عرف عام میں ''گیارہویں شریف'' ہی کہا جائے گا اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ گیارہویں شریف بجالانے کے لئے کسی ایک تاریخ یا وقت کو مخصوص سمجھنا درست نہیں۔ جس تاریخ کو بھی حضور غوث

(بشکریہ مجلہ النظامیہ، لاہور)

پاک علیہ الرحمۃ کو ایصال ثواب کیا جائے گا وہ گیارہویں شریف ہی قرار پائے گا۔ جس طرح گیارہویں شریف کو بدعت کہنا ظلم ہے اسی طرح اسے کسی وقت اور تاریخ کے ساتھ خاص سمجھنا بھی غلط ہے

یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

ایصال ثواب پر دلائل:

۱.....ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور! میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا۔ اگر اسے کوئی بات کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ ضرور کرتی۔

"فهل لها اجر ان تصدقت عنها قال نعم"

(بخاری شریف ۱/۱۸۶)

"واللفظ له" (مسلم شریف ۱/۳۲۴)

حضور اگر اب میں اس کی طرف سے کوئی صدقہ (وغیرہ) کروں تو کیا اسے ثواب پہنچے گا-؟ آپ نے فرمایا، ہاں پہنچے گا۔

۲.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اذامات الانسان انقطع عمله الامن ثلاثة الامن صدقة جارية اوعلم ينتفع به اوولد صالح يدعوله"

(مسلم شریف ۱/۴۱، ترمذی شریف ۱/۱۶۵/ مشکوٰۃ ص۳۲)

جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ تمام (کا ثواب) منقطع ہوجاتا ہے: (۱) صدقہ جاری (۲) ایسا علم جس سے فائدہ حاصل ہو (۳) نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرے

۳.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ماالميت في القبر الاكالغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من اب اوام اواخ اوصديق فاذالحقته كان احب اليه من الدنيا ومافيها وان الله تعالى ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم" (مشکوٰۃ ص-۲۰۶)

مرنے والا قبر میں ڈوبنے والے فریادی کی طرح ہوتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ اسے اس کے باپ، والدہ، بھائی یا کسی دوست کی دعا پہنچے، جب اسے کوئی پہنچتی ہے تو وہ دعا اسے پوری دنیا اور اس کے مال و منال سے بھی زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی وجہ سے مرنے والوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب بخشتا ہے، فوت شدگان کے لئے زندوں کا تحفہ یہی ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

۴.....فاتح مصر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا والد، عاص جب مرنے لگا تو اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ سو غلام آزاد کر کے مجھے ان کا ثواب پہنچایا جائے، جب عاص مرگیا تو اس کے بیٹے ہشام نے اپنے حصہ کے پچاس غلام آزاد کر کے باپ کی وصیت کو پورا کیا، اور اپنے بھائی حضرت عمرو سے کہنے لگا آپ بھی اپنے حصہ کے پچاس غلام آزاد کریں تو انہوں نے فرمایا میں اپنے نبی مکرم ﷺ سے پوچھوں گا، اگر آپ نے اجازت دی تو ٹھیک ورنہ کوئی غلام

آزاد نہیں کروں گا۔ حضرت عمرو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے، حضور! میرا باپ کافر تھا، مرنے سے قبل اس نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی، میرے بھائی ہشام نے اپنے حصہ کے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور مجھ سے غلام آزاد کرنے کا مطالبہ کرتا ہے ارشاد فرمائیں اس خادم کے لئے کیا حکم -؟ رسول اکرم ﷺ نے اپنے نیاز مند غلام کا سوال سنا اور جواب سے سرفراز فرمایا کہ:

انہ لو کان مسلما فا عتقتم عنہ او تصدقتم عنہ او حججتم عنہ بلغہ ذلک "

(ابوداؤد شریف ۲/۴۳، مشکوۃ ص-۲۶۶)

اگر وہ مسلمان تھا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو، اس کی طرف سے صدقہ کرو، یا اس کی طرف سے حج کروتو اسے ضرور ثواب پہنچے گا۔

۵.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"امتی امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج من قبورها لا ذنوب عليها تمحص عنها باستغفار المؤمنين لها

(شرح الصدور، ص ۱۲۸، طبرانی اوسط)

میری امت، رحمت کی ہوئی امت ہے، جب قبروں میں داخل ہوگی تو اس پر گناہوں کا بوجھ ہوگا مگر جب نکلے گی تو گناہوں سے پاک ہوگی، مومنوں کی دعاؤں کی وجہ سے ان کے سب گناہ مٹ جائیں گے۔

ایصال ثواب اور استغفار، گناہگاروں کے لئے کفارۂ سیئات اور ضامن نجات ہے تو نیک لوگوں کے لئے وسیلہ رفع درجات، جیسا کہ درج ذیل حدیث شریف سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان اللہ عزوجل لیرفع الدرجة للعبد الصالح فی الجنة فیقول یارب انی لی هذا فیقول باستغفار ولدک لک"

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں ایک نیک بندے کا درجہ بلند کرتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے اے اللہ! یہ ترقی اور درجہ مجھے کیسے نصیب ہوا-؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت کی وجہ سے۔

معلوم ہوگیا کہ نیک اور جنتی لوگوں کو دعاؤں کا فائدہ یوں ہوتا ہے کہ ان کے درجات بلند کردیئے جاتے ہیں، انہیں روحانی ترقی عطا کردی جاتی ہے اور ان کے مقامات و مدارج میں مزید اضافہ کردیا جاتا ہے۔

ہم نے مندرجہ بالا دلائل وحقائق سے واضح کردیا کہ گیارہویں شریف حضور غوث پاک کو ایصال ثواب کرنے کا نام ہے۔ جس کے لئے کسی وقت اور تاریخ کی کوئی قید نہیں۔

شیخ محمد علی
حیثیت رکھتا تھا جہاں
لئے ہمہ اوقات مستع
سالہا سال یہاں پ
از یں ۱۳۵۳ھ میں
نے مکہ مکرمہ میں اسا
الدینیہ کی بنیاد رکھی تو
کمیٹی کی رکنیت سے
اس کے صدر مدرس:
اور آپ نے منتہی طلباء کو
حلقہ درس قائم کرتے
دوران ۲۲۴ طلباء۔
محمد علی مالکی کے متع
ہوئے اور انہوں۔
مدارس میں بھرپور تا
تعداد منصب قضا
اشاعت اسلام ک
شاگردوں کے اسما
☆ مدرس دار العلو
*(ناظم بہاء الدین

فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

چھٹی قسط

مؤلف : محمد بہاء الدین شاہ *

شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر ایک بڑے مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا جہاں آپ خود اور دیگر مدرسین علم کی خدمت کے لئے ہمہ اوقات مستعد رہتے۔ فقیہ مکہ شیخ ابراہیم داؤد فطانی شافعی سالہا سال یہاں پر طلباء کی علمی پیاس بجھارے رہے (۹۰)۔ علاوہ ازیں ۱۳۵۳ھ میں شیخ محمد علی مالکی کے شاگرد شیخ محسن بن علی مساوی نے مکہ مکرمہ میں انڈونیشیا کے مہاجر طلباء کے لئے مدرسہ دارالعلوم الدینیہ کی بنیاد رکھی تو شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ عدالتوں کی اعلیٰ کمیٹی کی رکنیت سے مستعفی ہوکر اس مدرسے سے وابستہ ہوگئے آپ اس کے صدر مدرس نیز مدرسہ کی مشاورتی کمیٹی کے رکن بنائے گئے اور آپ نے منتہی طلباء کو پڑھانا شروع کیا۔ آپ یہاں دن میں چار بار حلقہ درس قائم کرتے اور یہ سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا، اس دوران ۲۲۴ طلباء نے آپ سے تعلیم مکمل کر کے سند پائی (۹۱)۔ شیخ محمد علی مالکی کے متعدد شاگرد اپنے دور کے اکابر علماء کرام میں شمار ہوئے اور انہوں نے مسجد الحرام، حجاز مقدس اور دیگر مقامات کے مدارس میں بھرپور تدریسی خدمات انجام دیں نیز ان میں سے بڑی تعداد منصب قضاء پر فائز رہی اور انہوں نے علم کے فروغ نیز اشاعت اسلام کے لئے اہم خدمات انجام دیں۔ آپ کے مشہور شاگردوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ مدرس دارالعلوم دینیہ و وزارت خزانہ کے افسر شیخ عبداللطیف مالکی، آپ کے فرزند۔
☆ شیخ محمد بن شیخ عبداللطیف مالکی، آپ کے پوتے
☆ شیخ اسعد بن جمال بن محمد امیر مالکی، آپ کے بھائی کے پوتے
☆ علامہ سید علوی بن عباس مالکی مکی حسنی (۹۲)
☆ علامہ سید محمد صالح فرفور حسنی دمشقی حنفی (۹۳)
☆ مفتی مالکیہ علامہ سید محمد مکی کتانی حسنی مراکشی (۹۴)
☆ فقیہ مکہ شیخ ابراہیم بن داؤد فطانی مکی شافعی (۹۵)
☆ شیخ محمد ابراہیم ختنی مدنی حنفی (۹۶)
☆ شیخ محمد علی ترکی عنزی حنبلی (۹۷)
☆ قاضی مکہ شیخ حسین عبدالغنی (۹۸)
☆ محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی مدنی
☆ شیخ امین بن ابراہیم فودہ (۹۹)
☆ شیخ محسن بن علی مساوی (۱۰۰)

حوالے وحواشی

(۹۰) من اعلام القرن الرابع عشر و الخامس عشر، ابراہیم بن عبداللہ حازمی، دارالشریف للنشر والتوزیع الریاض، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، ج۱ ص۱۰، رجال من مکۃ المکرمۃ ج۳ ص۳۷۔

(۹۱) سیر وتراجم ص۲۶۲، الدلیل المشیر ص۲۷۴، المسلک الجلی ص۵۶

(۹۲) امام سید علوی بن عباس مالکی حسنی مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۸ھ-۱۳۹۱ھ) کی عمر دس برس تھی کہ آپ نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد مسجد الحرام میں نماز تراویح پڑھانا شروع

*(ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

کی۔آپ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اہم عرب خلفاء میں سے ہیں۔آپ کے اساتذہ ومشائخ میں شیخ عمر حمدان محرسی، شیخ حبیب اللہ شنقیطی، شیخ محمد خضر شنقیطی، شیخ محمد امین سوید دمشقی، شیخ محمود عطار دمشقی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۴ء)، شیخ احمد ناضرین مکی، شیخ عمر باجنید (م ۱۳۵۴ھ)، علامہ سید عیدروس بن سالم البار (م ۱۳۶۷ھ) علامہ سید ابوبکر بن سالم البار (م ۱۳۸۴ھ)، علامہ سید عبدالحیٔ کتانی، شیخ محمد زاہد الکوثری، علامہ یوسف اسمٰعیل نبھانی، علامہ سید محمد مکی کتانی اور شیخ عبدالقادر شلبی حنفی مدنی (م ۱۳۶۹ھ) وغیرہ اکابرین شامل ہیں۔

علامہ سید علوی مالکی کے حالات محمد مغربی نے اعلام الحجاز جلد دوم صفحات ۲۷۴-۲۸۴ پر درج کیئے ہیں جن کا ملخص اردو ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری مصباحی نے کیا جو سالنامہ ''معارف رضا'' کراچی میں شائع ہوا۔ علاوہ ازیں علامہ سید علوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی نے آپ کے جاری کردہ فتاوے اور چھ رسائل جمع کر کے انہیں ''مجموعہ فتاویٰ ورسائل'' کے نام سے کتابی صورت دی اور اس کے آغاز میں آپ کے مختصر حالات قلمبند کر کے شائع کیئے۔ نیز آپ اپنے والد گرامی کے حالات وخدمات پر مستقل کتاب لکھ رہے ہیں۔ اور مکہ مکرمہ کے ایک صحافی فاروق باسلامہ نے آپ پر ''شخصیات مکیہ علوی المالکی'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو روزنامہ ''الندوۃ'' مکہ مکرمہ کے شمارہ ۱۳ نومبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ علامہ سید علوی مالکی مسجد الحرام میں درس دیا کرتے تھے آپ کے شاگردوں میں آپ کے فرزند ڈاکٹر سید محمد مالکی، بیت اللہ کے موجودہ کنجی بردار شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ شیبی، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حلبی اور پروفیسر احمد محمد جمال مکی (۱۴۱۴ھ) کے نام اہم ہیں۔

(۹۳) علامہ سید محمد صالح فرفور حسنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۸ھ/۱۴۰۷ھ) کا اسم گرامی اردو دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے آپ کی ایک کتاب ''من نفحات الخلود'' کا اردو ترجمہ کیا جس کی چند اقساط ماہنامہ ضیائے حرم لاہور وغیرہ پاک وہند کے بعض رسائل کے مختلف شماروں میں شائع ہوئیں اور بعدازاں یہ ترجمہ ''زندہ جاوید خوشبوئیں'' کے نام سے لاہور اور مبارکپور انڈیا سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ مولانا شرف قادری ہی کے قلم سے علامہ فرفور کے حالات وخدمات پر ایک مضمون ضیائے حرم کے شمارہ فروری ۱۹۹۶ء کے صفحات ۶۷-۷۳ پر شائع ہوا۔ علامہ سید محمد صالح فرفور نے تعلیم کے فروغ کے لئے ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء کو دمشق میں ایک تنظیم ''جمعیۃ الفتح الاسلامی'' قائم کی اور اس کا اپنا نصاب تیار کیا جس میں تصوف کو بطور مضمون شامل کیا اور اس میں رسالہ القیشریہ، احیاء علوم الدین، الیواقیت والجواہر پڑھائی جاتی تھیں (تاریخ علماء دمشق ج ۳ ص ۵۰۷-۵۲۰) دمشق کے محلہ باب توما کے مشرق میں عارف باللہ شیخ ارسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۵۰ھ) کا مزار واقع ہے جس پر عظیم الشان گنبد اور مسجد تعمیر کی گئی ہے اسی مزار کے احاطہ میں شیخ محمد صالح فرفور کی آخری آرام گاہ بنی (مشیدات دمشق ذوات الاضرحۃ وعناصر ھاالجمالیۃ، ڈاکٹر قتیبہ شہابی، طبع اول ۱۹۹۵ء، وزارت ثقافت دمشق شام، ص ۲۷۵-۲۷۹)

آپ کے فرزندان میں سے ڈاکٹر عبداللطیف فرفور شام کے اکابر علماء میں سے ہیں آپ ان دنوں المجمع الفقھی العالمی جدۃ کے رکن ہیں۔آپ نے ''ابن عابدین واثرہ فی الفقہ'' کے عنوان سے تین ضخیم جلدوں میں مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی۔آپ کی دوسری اہم کتاب ''اعلام دمشق فی القرن الرابع عشق الھجری'' جو دارالملاح اور دارحسان کے اشتراک سے ۱۹۸۷ء میں دمشق سے شائع ہوئی۔ علاوہ ازیں مختلف اسلامی موضوعات پر ڈاکٹر عبداللطیف فرفور کے مضامین ومقالات عرب دنیا کے اہم اخبارات میں آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں مثلاً کثیر الاشاعت عربی روزنامہ ''الشرق الاوسط'' جس کا صدر دفتر لندن میں ہے اور یہ مشرق وسطیٰ، یورپ وامریکہ کے گیارہ بڑے شہروں سے بیک وقت شائع ہوتا ہے اس اخبار کے شمارہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۸ء کے صفحہ ۱۶ پر آپ کا ایک مضمون بعنوان ''ای اسلام نرید؟'' الاسلام لایصرف الانغلاق---والعنف اکبر خطر علی الدعوۃ'' شائع ہوا جو راقم السطور کے پیش نظر ہے۔ شامی ٹیلی ویژن اپنے پروگراموں میں ڈاکٹر موصوف کے تقاریر نشر کرتا رہتا ہے جولائی ۱۹۹۸ء کی ہر جمعرات کو نشر ہونے والی آپ کی تقاریر راقم نے بچشم خود دیکھیں۔ علامہ سید محمد صالح فرفور رحمۃ اللہ

علیہ کے فرزند دوم علامہ سید حسام الدین فرفور بھی اہم علماء شام میں سے ہیں آپ ان دنوں جمعیۃ الفتح الاسلامی کے قائم کردہ ایک ادارے کے مدیر اور "دائرۃ الافتاء السوریہ دمشق" میں مدرس ہیں ۔۱۹۹۸ء کے اوائل میں علامہ سید حسام الدین فرفور نے دبئی کا دورہ کیا تو وہاں کے مشہور اہل سنت عالم، محکمہ اوقاف دبئی کے ڈائریکٹر جنرل و ماہنامہ ایضاء کے سرپرست اعلیٰ شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری نے اپنے دفتر میں آپ کا استقبال کیا اور اشاعت اسلام کے لئے باہم تعاون کے امکانات پر تبادلہ خیالات کیا (ماہنامہ ایضاء، وزارت اوقاف دبئی، شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ/ جولائی ۱۹۹۸ء، ص ۶)

(۹۴) علامہ سید محمد مکی بن محمد بن جعفر کتانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۲ھ/ ۱۳۹۳ھ) مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے قرویین یونیورسٹی فاس میں تعلیم پائی ۔مراکش ان دنوں فرانس کے زیر تسلط تھا۔علامہ سید محمد مکی کے والد فرانسیسی حکمرانوں سے کراہت ونفرت کے باعث اپنے بیٹوں شیخ محمد کتانی و شیخ محمد زمزمی کے ساتھ ہجرت کر کے ۱۳۲۵ھ میں مدینہ منورہ چلے گئے۔شیخ محمد مکی کتانی حرمین شریفین میں شیخ محمد علی مالکی، خاتمۃ المحدثین بالدیار الحجاز مولانا عمر حمدان محرسی، شیخ عبدالباقی لکھنوی اور شیخ عبدالقادر طرابلسی مدنی سے علوم اسلامیہ حاصل کیئے۔ جنگ عظیم کے دوران یہ خانوادہ دمشق ہجرت کر گیا جہاں شیخ محمد مکی کتانی نے شیخ امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کی مختلف کتاب بالخصوص شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات مکیہ وغیرہ پڑھیں۔نیز محدث شام علامہ سید محمد بدرالدین حسنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ) کی شاگردی اختیار کی ۔ بعد ازاں شام کے مفتی مالکیہ کے منصب پر تعینات ہوئے۔علامہ سید محمد مکی کتانی کے دیگر اساتذہ میں علامہ یوسف اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔علامہ کتانی نے رابطہ عالم اسلامی نیز شام و مراکش میں متعدد اسلامی تنظیموں کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔ مراکش کی آزادی کے بعد ۱۳۸۲ھ میں شاہ حسن ثانی کی دعوت پر آپ وطن تشریف لے گئے جہاں آپ کا سرکاری سطح پر استقبال کیا گیا۔علامہ سید محمد کتانی تصوف کے سلاسل شاذلیہ و درقادیہ وغیرہ میں اپنے والد اور دیگر مشائخ کے خلیفہ تھے۔آپ ہندوستان تشریف لائے تھے۔آپ کا مزار دمشق میں واقع ہے۔(تاریخ علماء دمشق، ج ۲ ص ۹۰۹-۹۱۳، الدلیل المشیر ص ۳۹۴-۳۹۷)

(۹۵) شیخ ابراہیم بن داؤد فطانی مکی (۱۳۲۰ھ/۱۴۱۴ھ) فقیہ، مکہ، مفسر، اور ادیب کہلائے۔آپ نے زیادہ تر تعلیم شیخ محمد علی مالکی کے گھر میں قائم مدرسہ میں پائی اور کتب صحاح ستہ تمام وکمال آپ سے پڑھیں۔علاوہ ازیں مدرسہ ھاشمیہ میں تعلیم پائی۔آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ احمد بن عبداللہ قاری (م ۱۳۵۹ھ)، شیخ یحیٰ امان (م ۱۳۸۷ھ)، شیخ عمر حمدان، شیخ سعید یمانی (م ۱۳۵۲ھ) اور علامہ محمد عبدالحئی کتانی کے نام اہم ہیں۔شیخ ابراہیم فطانی مکہ مکرمہ میں شیخ محمد علی مالکی کے مدرسہ سمیت مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں محکمہ عدل سے منسلک ہوگئے اور اعلیٰ عدالتوں کے جج بن کر ریٹائرڈ ہوئے۔نظم ونثر میں آپ کی متعدد تصنیفات ہیں، قرآن مجید کے آخر دس پاروں کی تفسیر نیز ریاض الصالحین کی شرح لکھی جو نامکمل رہی۔آپ کے نعتیہ مجموعے "نھج البردہ"، "الھمزیہ" اور طیبۃ الطیبۃ" نام کے ہیں۔ڈاکٹر حلمی قاعود نے جدید عربی نعت کے مطالعہ پر لکھی گئی اپنی ضخیم کتاب میں شیخ ابراہیم فطانی کے نعتیہ مجموعہ طیبۃ الطیبۃ کا تعارف کرایا ہے۔میلاد مصطفی ﷺ کے مناسبت سے لکھی گئی آپ کی ایک نعت کے چند اشعار سید زھیر کتبی نے اپنی کتاب میں نقل کیئے تھے۔(رجال من مکۃ المکرمہ، ج ۳ ص ۳۳-۵۰، من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج ۱ ص ۷-۱۲، محمد ﷺ فی الشعر الحدیث، ڈاکٹر حلمی قاعود، دارالوفاء للطباعۃ والنشر التوزیع مصر، طبع اول ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء، ص ۱۸۱-۱۸۲)

(۹۶) شیخ محمد ابراہیم ختنی مدنی حنفی ۱۳۱۴ھ کو مشرقی ترکستان کے شہر ختن میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے علماء سے حاصل کی بعد ازاں لکھنؤ، عراق، شام، ترکی وغیرہ ممالک کے سفر کر کے وہاں کے علماء سے استفادہ کیا اور ۱۳۴۸ھ میں حرمین شریفین پہنچ کر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔حجاز مقدس میں آپ نے شیخ محمد علی مالکی کے علاوہ شیخ عبدالقادر شلبی طرابلسی مدنی، محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی مدنی، شیخ عمر باجنید مکی اور علامہ سید عیدروس بن سالم البار وغیرہ علماء سے علوم اخذ کیئے۔شیخ محمد ابراہیم ختنی مدینہ منورہ کے مختلف مدارس اور

مسجد نبوی میں مدرس رہے آپ کے شاگردوں میں شیخ محمد سعیدی دفتر دار، شیخ محمد یاسین فادانی، شیخ حامد مرزا خان (م ۱۳۹۳ھ) اور شیخ عمر محمد فلاتہ اہم ہیں۔ شیخ محمد ابراہیم کی متعدد تصنیفات ہیں آپ نے ۱۳۸۹ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (اعلام من ارض النبوۃ، ج ۱ص ۱۹-۲۷)

(۹۷) شیخ محمد بن علی الترکی ۱۲۹۹ھ میں موجودہ سعودی عرب کے صوبہ القصیم کے صدر مقام عنیزہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر کے علماء سے پائی بعد ازاں ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا نیز حرم مکی کے دیگر علماء سے استفادہ کیا۔ ان میں شیخ عبدالرحمٰن دھان (م ۱۳۳۷ھ)، مفتی شافعیہ شیخ عبداللہ زواوی، شیخ صالح ابا الفضل اور شیخ محمد علی مالکی اہم ہیں۔ پھر شیخ محمد الترکی نے ہندوستان آکر دہلی، ممبئی اور حیدرآباد کے اہل حدیث علماء سے پڑھا اور واپس جا کر مدینہ منورہ میں مدرسہ دار العلوم الشرعیہ (سن تاسیس ۱۳۴۰ھ) اور مسجد نبوی میں مدرس مقرر ہوئے اور عقائد و معمولات اہل سنت کے خلاف متعدد کتب لکھیں۔ موصوف کے مزاج میں شدت کی انتہا تھی۔ مشہور تلامذہ میں شیخ محمد منصور خطاب، شیخ عبید اللہ کردی، شیخ سلیمان الصنیع، شیخ محمد بن سیف، شیخ عبدالعزیز بسام، شیخ عبدالعزیز الفھید اور شیخ عبدالعزیز الفریح کے نام شامل ہیں۔ شیخ محمد بن علی الترکی نے ۱۳۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (اعلام من ارض النبوۃ، جلد دوم، مطبع دار البلاد جدہ، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء ص ۱۷۹-۱۸۵)

(۹۸) شیخ حسین عبدالغنی (۱۳۰۸ھ-۱۳۶۶ھ) نے مدرسہ صولتیہ اور مسجد الحرام میں مکہ مکرمہ کے اکابر علماء سے تعلیم پائی۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ محمد مرزوقی ابو حسین (م ۱۳۶۵ھ)، علامہ سید عبداللہ زواوی، شیخ محمد علی ابو الخیور (م ۱۳۳۸ھ)، علامہ سید نبہان اہم ہیں۔ جب حجاز مقدس میں سعودی عہد کا آغاز ہوا تو شیخ حسین عبدالغنی نے شیخ محمد بن عبدالوہاب وغیرہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد انہی کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ بعد ازاں تعلیم اور عدل کے محکموں میں متعدد اعلیٰ عہدوں پر تعینات رہے۔ اکیس برس تک مکہ مکرمہ کے جج اور پھر اعلیٰ عدالتوں کی کمیٹی کے رکن رہے نیز حرم مکی میں مدرس رہے۔ شیخ حسین عبدالغنی کی ''ارشاد الساری الی مناسک علا علی القاری'' وغیرہ چھ تصنیفات ہیں۔ (سیر و تراجم ص ۹۶-۹۸)

(۹۹) شیخ محمد امین بن ابراہیم احمد فودۃ (۱۳۰۷ھ-۱۳۶۵ھ) کے اساتذہ ان کے والد کے علاوہ شیخ محمد علی مالکی اور شیخ عمر باجنید اہم ہیں شیخ محمد امین فودۃ کو ترکی زبان پر عبور حاصل تھا۔ آپ عثمانی عہد میں مدرسہ الفلاح (سن تاسیس ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) اور مدرسہ الرشدیہ (نویں صدی ہجری میں عثمانی سلاطین نے قائم کیا) مکہ مکرمہ نیز مسجد الحرام میں مدرس رہے اور سعودی عہد میں مکہ مکرمہ شعبہ تعلیم کے ڈائریکٹر، محکمہ عدل کے چیف جج وغیرہ متعدد اہم انتظامی عہدوں پر تعینات رہے۔ شیخ محمد امین فودۃ کے شاگردوں میں ان کے بیٹے شیخ ابراہیم امین فودۃ (م ۱۴۱۵ھ) کے علاوہ علامہ سید اسحاق عزوز مکی (۱۳۳۰ھ---؟)، خطہ حجاز کے مشہور شاعر و ادیب محمد حسن فقی (۱۳۳۱ھ---؟) اور شیخ محمد نور سیف اہم ہیں۔ (سیر و تراجم ص ۲۷۸-۲۸۱، من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج ۱ص ۱۳-۱۸)

(۱۰۰) علامہ سید محسن بن علی مساوی ۱۳۲۳ھ کو فلمبان نامی شہر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی پھر مدرسہ نور الاسلام و مدرسہ سعادۃ الدارین میں پڑھا ۱۳۴۰ھ میں حجاز ہجرت کر گئے اور ۱۳۴۱ھ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا نیز مسجد الحرام میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۴۸ھ میں حضرت موت کا سفر کیا اور وہاں سیودن و تریم میں علوی علماء سے علوم اخذ کیئے۔ پھر واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور مدرسہ صولتیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ محمد علی مالکی، شیخ عمر باجنید، شیخ محمد سعید یمانی، شیخ عبداللہ غازی (م ۱۳۶۵ھ)، شیخ عبدالقادر شلبی، شیخ محمد عبدالباقی لکھنوی، علامہ سید زکی بن احمد برزنجی مدنی (۱۲۹۴ھ-۱۳۶۵ھ)، علامہ سید محمد عبدالحئی کتانی وغیرہ اکابر علماء حرمین شریفین شامل ہیں۔ علامہ سید محسن بن علی مساوی کی بعض تصنیفات حجاز مقدس اور ملائیشیا کے مدارس میں بطور نصاب شامل ہیں۔ ۱۳۵۳ھ میں آپ نے مکہ مکرمہ میں انڈونیشیا کے مہاجر طلباء کے لیئے مدرسہ دار العلوم الدینیہ قایم کیا۔ آپ کے تلامذہ میں شیخ محمد یاسین فادانی مشہور ہیں۔ علامہ سید محسن مساوی نے ۱۳۵۴ھ میں وفات پائی۔ (سیر و تراجم ص ۲۹۳-۲۹۴)

☆☆☆

(آخری قسط)

سفر نامۂ قاھرہ

تحریر : سید وجاہت رسول قادری

مولانا ثناء اللہ صاحب جنہوں نے جامعہ ازھر سے علامہ اقبال پر ام فل کیا ہے اب علامہ اقبال کے تصوف کے نظریات کے حوالے سے پی ایچ ڈی کے مقالہ کی تیاری کرر ہے ہیں، وہ صبح ہوٹل تشریف لائے ان سے پی ایچ ڈی کے مقالے کی تیاری کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کے وہ اس ضمن میں امام احمد رضا کے نظریات تصوف کا بھی ذکر کر کے علامہ اقبال سے ان کی ہم آہنگی ثابت کریں گے، اور اس بات کا بھی ذکر کریں گے کہ علامہ نے امام احمد رضا کے افکار ونظریات سے استفادہ کیا ہے مولانا موصوف نے اس ضمن میں مصر میں مواد مآخذ کی کمی کا بھی ذکر کیا اور خواہش ظاہر کی کہ راقم اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اس کمی کو پورا کرنے میں پاکستان سے لٹریچر مہیا کرے۔ راقم نے انہیں یقین دھانی کرائی کہ ہم سے جو بھی ممکن ہو سکے گا کریں گے۔ اس دوران جناب مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب بھی تشریف لے آئے دوپہر کا کھانا فقیر کی ناسازیٔ طبع کی وجہ سے ہوٹل کے کمرے میں منگوالیا گیا تھا اور یہیں ہم لوگوں نے تناول کیا۔ بعد نماز عصر مولانا ثناء اللہ، مولانا ممتاز احمد سدیدی اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری، تینوں حضرات قاھرہ کے ایک شیخ طریقت، ماہنامہ ''الاسلام وطن'' کے مدیر اعلیٰ اور ناشر فضیلۃ الشیخ سید محمد علاء الدین ماضی ابوالعزائم سے ملاقات کے لئے ان کے دفتر تشریف لے گئے۔ حضرت سید محمد علاء الدین ابوالعزائم کے جد امجد جن کو وہاں کے بعض حضرات مجدد وقت بھی کہتے ہیں، حضرت المجدد الشیخ السید محمد ماضی ابوالعزائم رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ قاھرہ کے عظیم شیخ طریقت گذرے ہیں۔ وہ بڑے راسخ العقیدہ سنی عالم اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ وہ وہابی نجدی عقائد کا سخت رد فرماتے تھے۔ اپنے جد کریم کی پیروی میں شیخ علاؤالدین ابوالعزائم صاحب بھی بد مذہبوں کا سخت رد کرتے ہیں۔ اور ان کے عقائد باطلہ کے خلاف اپنے ماہنامہ میں اکثر مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔ نجدیوں اور وہابیوں کے رد میں خود بھی بہت پر جوش ہیں۔

علامہ شرف قادری صاحب نے واپسی پر بتایا کہ ان سے طویل گفتگو رہی وہ ان سے ملکر بہت خوش ہوئے اور بڑی محبت وخندہ پیشانی سے ملے۔ نجدیت اور وہابیت کے روز افزوں بڑھتے فتنے سے بہت متفکر ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے میڈیا کے تمام وسائل، مثلاً اخبارات، رسائل وجرائد، ٹی وی، ریڈیو، انٹرنیٹ وغیرہ اہلسنت کے علماء اور اہل قلم حضرات کو بروئے کار لانا چاہئے۔ البتہ وہ چاہتے ہیں کہ نجدیت کے ساتھ جنگ میں معتدل اہل تشیع حضرات سے بھی تعاون حاصل کرنے میں مضائقہ نہیں بلکہ موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں اس نقطے پر ان سے اتحاد فکر ہم اہل سنت کی بقا اور ہمارے عقائد ومسلک کے ابلاغ کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے یہ بھی بتایا کہ وہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ ان کی خدمات کے بھی معترف ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جب وہ ان کے دفتر پہنچے تو ان کے پاس علامہ کی تصنیف ''من عقائد اہلسنت'' پہلے سے موجود تھی۔ جو غالباً کسی پاکستانی طالب علم نے ان تک پہنچائی تھی۔ علامہ صاحب نے ان کو ''الدعوۃ الی الفکر'' ''المنظومۃ السلامیہ (سلام رضا کا منظور ترجمہ)'' ''الکشف الشافیہ'' اور ''الامام احمد رضا علی میزان الانصاف'' کا ایک ایک نسخہ بھی دیا۔

حضرت علاء الدین ابوالعزائم صاحب، علامہ صاحب سے مل کر اس قدر خوش ہوئے کہ انہوں نے دوسرے دن یعنی ۲۲ ستمبر کو بعد نماز عشاء کھانے پر دعوت دیدی اور اس احقر کو بھی ساتھ لانے کی تاکید فرمائی حضرت سید محمد علاء الدین ماضی ابوالعزائم نے ماہنامہ ''الاسلام وطن'' میں محترم مولانا ثناء اللہ صاحب کے لکھے ہوئے علامہ اقبال پر بعض مضامین تسلسل سے قسط وار شائع کئے ہیں جن میں مولانا ثناء اللہ صاحب نے جا بجا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی واپسی تک فقیر کی طبیعت سنبھل چکی تھی۔ آج رات ہم لوگ ایک عشائیہ پر حضرت شیخ

طریقت دکتور ضیاء الدین کردی نقشبندی مدظلہ العالی کی دعوت پر مدعو تھے۔ ہم لوگ جہاں مدعو تھے وہ فلیٹ ان کے ایک مرید کا تھا اور وہ قاہرہ کے ایک پوش علاقہ میں آٹھویں منزل پر واقع تھا۔ نماز مغرب تک ہم وہاں پہنچ گئے۔ نماز مغرب جناب کردی صاحب کے برادر خورد نے پڑھائی۔ ہم نماز سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ جناب علامہ ضیاء الدین کردی صاحب بھی معہ اپنے چند احباب خاص کے تشریف لے آئے انہوں نے جماعت ثانی کی امامت خود فرمائی۔ جناب ضیاء الدین کردی صاحب کے برادر اصغر (ان کا اسم گرامی فقیر کو یاد نہ رہا) قاہرہ کی عدالت عالیہ کے نائب چیف جسٹس ہیں۔ دستر خوان پر تکلف مصری کھانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جن میں مرغ مسلم، روسٹ کئے ہوئے مسلم بکرے جن کے پیٹ میں چاول رکھے تھے، مصری نان، مصری شوربہ، طرح طرح کے سرکے والے اچار شامل تھے، کھانے کے بعد مصری حلوے اور پھلوں سے ضیافت کی گئی۔ پھلوں میں، سیب، امرود، اور انگور وغیرہ تھے۔ غرضکہ بڑی پر تکلف دعوت تھی۔ اس میں جناب کردی صاحب کے اعزہ اور احباب کے علاوہ ان کے مریدین اور کچھ پاکستانی اور پاکستان نژاد برطانوی طلباء جو کردی صاحب کے والد ماجد کی خانقاہ میں مقیم ہیں، بھی موجود تھے۔ فلیٹ خاصا بڑا تھا، شرکاء کی تعداد ۳۰ ر سے زیادہ رہی ہوگی۔ پیر طریقت حضرت ضیاء الدین کردی صاحب نے فقیر کو اور حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کو اپنے قرب میں جگہ دی اور اپنے شاگرد اور مرید پاکستانی طالب علم جناب مولانا عبدالواحد صاحب کو خاص تاکید کی کہ ان دونوں حضرات کے کھلانے کا خاص اہتمام کریں اور پھر دوران تناول طعام کھانے کی جو جو قابیں ان کے پاس آتی تھیں وہ اس میں سے خاص طور پر ہم دونوں کی رکابی میں اپنے ہاتھ سے ڈالتے اور محبت بھرے انداز میں کھاتے رہنے کا حکم فرماتے اور اصرار پر اصرار کر کے کھلاتے رہے کھانے کے دوران وہ اپنے لوگوں سے محو گفتگو بھی رہے۔ کھانے سے فراغت اور دعائے طعام کے بعد بڑی محبت سے ہم دونوں کے ہاتھ باری باری اپنے ہاتھ میں لیکر حاضرین سے ہمارا تعارف کراتے رہے کبھی کبھی مولانا عبدالواحد صاحب بھی ہمارے تعارف میں کچھ کلمات کہتے جس کو وہ دہرا دیتے۔ امام احمد رضا کی شخصیت اور وہابیہ کے عقائد کے حوالے سے گفتگو رہی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی تصانیف میں سے الکشف الشافیہ'' ''الفقہ الفاھم'' اور ''المنظومۃ السلامیہ'' (تعریب سلام رضا) اور اپنی تصنیف ''الامام احمد رضا علی میزان الانصاف'' پیش کیں جوانہوں نے احترام وعقیدت سے وصول کیں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے لئے کلمات خیر ادا کئے۔ چلتے حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی درخواست پر ہم دونوں کو وظائف واوراد اور طرقِ احادیث کی زبانی اجازت مرحمت فرمائی۔ بڑی محبت شفقت سے ہمیں رخصت کیا۔ ہم تینوں، راقم، علامہ صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا سدیدی صاحب ٹیکسی سے رات گئے فندق مالکی پہنچے یہاں سے کچھ دیر قیام کے بعد سدیدی صاحب اپنے ہوسٹل تشریف لے گئے جانے سے قبل کل یعنی ۲۲ ر ستمبر کے حفلۃ التسلیم المدیالات الذھبیہ، کی تقریب کی تیاری کا جائزہ لیا گیا، اس سلسلے میں محترم شیخ حازم صاحب سے ٹیلیفون پر گفتگو بھی ہوئی۔ انہوں نے دعوت نامے کی تقسیم اور تقریب کے دیگر امور پر ہمیں بتایا کہ وہ اطمینان بخش ہیں۔ اور یہ کہ کل وقت کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسی اعتبار سے ہوٹل سے نکلنا ہوگا۔ ویڈیو کوریج وہ ہی شخص کرے گا جو اس سے قبل شیخ ازھر سے ملاقات کو کوریج کر چکا ہے۔

بدھ ۲۲ ر ستمبر ۱۹۹۹ء: الحمدللہ تعالیٰ آج وہ دن آن پہنچا جب جامعہ ازھر کی تاریخ میں پہلی بار امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الرضوان کی یاد میں ایک مختصر مگر باوقار تقریب منعقد ہونے والی تھی۔ ادھر فقیر کے لئے ذاتی طور سے یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے نمائندے کی حیثیت سے جامعہ ازھر الشریف میں اور امام احمد رضا محدث بریلوی کے علمی کارناموں کے تعارف کے حوالے سے ایک نئی تاریخ قلمبند کر رہا تھا۔ صبح سے ہم بہت پر جوش تھے بلکہ شب ہی سے مسرت وشادمانی سے اس قدر سرشار تھے کہ آنکھوں کی نیند اڑ گئی تھی۔ اس بات کی بھی خوشی تھی کہ ہمارے میزبان محترم شیخ حازم المحفوظ حفظہ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی کچھ ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ ''اغیار'' کے ایجنٹوں کو اس میں خلل ڈالنے کی ہمت نہ ہو سکی اور نہ وہ کوئی ریشہ دوانی کر سکے حالانکہ اس سے قبل مولانا مشتاق شاہ الازھری صاحب اور مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری حفظہما اللہ کی تھیسس کے سلسلے میں پوری کوشش کی تھی کہ اول تو اس حوالے سے جامعہ ازھر میں اعلیٰ حضرت پر کوئی تحقیقی کام نہ ہو سکے اور اگر کوئی کر بھی لے تو شخصیت کے متعلق لایعنی بنیاد پر شکوک وشبہات پیدا کر کے اسے رکوا دیا جائے اور سند کی اجراء نہ ہو سکے۔ الحمدللہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہی تھا کہ تمام مرحلے آسانی سے طے ہو گئے۔ محترم شیخ حازم صاحب آج صبح سے بہت مستعد تھے وہ اپنی اہلیہ اور بچے حسن کے ساتھ ہوٹل تشریف لائے۔ گولڈ

زام وعقیدت سے وصول کیے
کلمات خیر ادا کیے۔ چلتے
کی درخواست پر ہم دونوں کو
زت مرحمت فرمائی۔ بڑی محب
قم، علامہ صاحب اور ان
رات گئے فندق مالکی پہنچے
پنے ہوسٹل تشریف لے گئے
دیلات الذھبیہ، کی تقریب
زم صاحب سے ٹیلیفون پر
رتقریب کے دیگر امور پر
نت کی پابندی کو ملحوظ خاطر
یوکوریج وہ ہی شخص کرے
ہے۔

ج وہ دن آن پہنچا جب
ۃ الرضوان کی یاد میں ایک
کے لئے ذاتی طور سے یہ
ا کے نمائندے کی حیثیت
بریلوی کے علمی کارناموں
ا تھا۔ صبح سے ہم بہت پر
ر سرشار تھے کہ آنکھوں
، میزبان محترم شیخ حازم
اختیار کی کہ ''اغیار'' کے
وئی ریشہ دوانی کر سکے
ب۔ اور مولانا ممتاز احمد
ا کوشش کی تھی کہ اول تو
کام نہ ہو سکے اور اگر
وشبہات پیدا کر کے
عالم ﷺ کا کرم ہی
صاحب آج صبح سے
ریف لائے۔ گولڈ

میڈل ایوارڈ کی تقریب جامعہ ازھر شریف کی کلیۃ الدراسات الاسلامیہ والعربیہ کے اسمبلی ہال میں منعقد ہونی تھی۔ شیخ حازم المحفوظ صاحب کی سربراہی میں راقم، حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب، مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری صاحب، مولانا قاری فیاض الحسن صاحب وغیرہ کے ساتھ کلیۃ الدراسات اسلامیہ پہنچے۔ وہاں حضرت رزق مرسی ابو العباس صاحب مع اپنے صاحبزادے اور اہلیہ محترمہ کے موجود تھے ویڈیو ریکارڈنگ کے لئے شیخ حازم صاحب نے اسی شخص کی ذمہ داری لگائی تھی جس نے اس سے قبل شیخ الازھر الامام الاکبر محمد سید طنطاوی مدظلہ العالی کے ساتھ ہماری ملاقات کی رکارڈنگ کی تھی۔ جب جامعہ ازھر کے متعلقہ ہال پہنچے تو پتہ چلا کہ یونیورسٹی میں چھٹیوں کی وجہ سے یہ ہال ایک ماہ سے بند تھا اور اس میں صفائی ستھرائی نہ ہو سکی اس میں کرسیاں وغیرہ بھی نہایت بے ترتیب انداز میں بکھری پڑی تھیں، اس لئے انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ یہ تقریب وکیل الکلیہ دکتور فوزی عبدربہ کے دفتر میں منعقد کی جائے کیونکہ یہ دفتر خاصا وسیع تھا اور ایک سو آدمی نہایت آسانی سے کرسیوں پر سما سکتے تھے۔ شیخ الازھر محمد سید طنطاوی صاحب سرکاری مشغولیات کی بناء پر اس دن قاھرہ سے باہر جنوبی مصر کے کسی شہر میں تشریف لے گئے تھے اس لئے وہ شریک نہ ہو سکے مگر انہوں نے وکیل الکلیہ الدکتور فوزی عبدربہ کو تقریب کی صدارت کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ وکیل الکلیہ کی صدارت میں جامعہ ازھر میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے اپنی نوعیت کی پہلی اور تاریخی تقریب شروع ہوئی۔ اسے اگر مختصر ''امام احمد رضا کانفرنس'' (Mini Imam Ahmad Raza Confrence) کہا جائے تو بالکل بے جانہ ہوگا۔ شیخ حازم صاحب نے ہمارے مشورے پر حضرت دکتور رزق مرسی ابو العباس صاحب کو، جو مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری صاحب کے ایم فل کے مقالے ''الشیخ احمد رضا خاں البریلوی الھندی ---''شاعراً عربیاً'' کے نگراں (مشرف) رہے ہیں اسٹیج سکریٹری مقرر کیا۔ گذشتہ چار سال میں دکتور مرسی صاحب نے امام احمد رضا کی شخصیت کا بہت قریب سے اور گہرا مطالعہ کیا ہے ان کو امام موصوف کی شخصیت کے ہر پہلو سے کماحقہ آگاہی حاصل ہے۔ دکتور رزق مرسی صاحب نے سب سے پہلے وکیل الکلیہ دکتور فوزی عبدربہ کو تقریب کی صدارت کے لئے مدعو کیا۔ جامعہ ازھر کے پاکستانی طالب علم مولانا قاری فیاض الحسن صاحب کی قراءت سے تقریب کا آغاز ہوا۔ پھر انہوں نے اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی ایک نعت نہایت ہی اچھے لحن سے پڑھی دکتور فوزی عبدربہ نے صدارتی کلمات میں علماء برصغیر پاک وہند سے علماء ازھر شریف کے تاریخی روابط اور ان کی دینی اور عربی زبان ولغت کے حوالے سے خدمات کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا کی خدمات پر خصوصی روشنی ڈالی اور بتایا کہ آج امام موصوف کی شخصیت چند برسوں کے خلاء کے بعد دوبارہ برصغیر پاک وہند کے علماء کی خدمات کے تعارف کا ذریعہ بن رہی ہے۔ جس کے برصغیر پاک وہند وبنگلہ دیش کے مسلم عوام اور عالم اسلام میں تراث الاسلامی کے محقق علماء واساتذہ الازھر پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور آپس میں علمی اور تحقیقی رابطے بڑھیں گے۔

دکتور رزق مرسی نے امام احمد رضا کے علمی اور ادبی خصوصاً عربی زبان وادب کے فروغ کے حوالے سے ان کی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ محقق تراث الاسلامی اور دکتور حسین مجیب مصری کے تلمیذ رشید، علامہ شیخ محمود جیرۃ اللہ نے اپنے جامع خطاب میں امام احمد رضا کی علمی اور ادبی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں اس صدی کا نابغۂ عصر امام، فقیہ اور بے مثال محقق تراث الاسلامی قرار دیا۔ انہوں نے امام احمد رضا کے علمی مآثر کے نشر واشاعت کے سلسلے میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمات کو بھی سراہا۔ واضح ہو کہ حضرت علامہ شیخ محمودہ جیرۃ اللہ حفظہ اللہ تعالیٰ کو حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی سے سماعت و سند حدیث کا شرف بھی حاصل ہے۔ دکتور حسین مجیب المصری نے عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں مختصراً خطاب کیا۔ انہوں نے امام احمد رضا کے علمی مقام اور بطور شاعر دربار رسالت ان کے کلام بلاغت نظام کی تعریف کی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی خدمات کو سراہا اور گولڈ میڈل ایوارڈ کے لئے اس کا شکریہ ادا کیا۔ دکتور شیخ حازم المحفوظ صاحب نے بھی امام احمد رضا کی علمی اور ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی ابلاغ فکر رضا کی کاوشوں کی تعریف کی اور گولڈ میڈل ایوارڈ دینے پر کلمات تشکر کہے۔ راقم نے عربی میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں امام احمد رضا کے دینی علمی وادبی خدمات کے مختصر ذکر کے ساتھ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا مختصر تعارف اور اس کی کارکردگی پر روشنی ڈالی۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی نے اپنے جامع عربی خطاب میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کی شخصیت اور کارناموں کا مختصر تعارف اور شرکائے محفل، فضلائے ثلاثہ، شیخ الازھر حضرت علامہ دکتور محمد سید طنطاوی، اور وکیل الکلیہ دکتور فوزی عبدربہ کا شکریہ ادا کیا

۔آخر میں پاکستانی سفارۃ کے مستشار التعلیم (سکریٹری تعلیم) جناب مفتی منیر صاحب نے دکتور حسین مجیب مصری صاحب کو اور وکیل الکلیہ دکتور فوزی عبدربہ نے دکتور رزق مرسی ابوالعباس صاحب کو اور راقم نے دکتور شیخ حازم محمد المحفوظ صاحب کو گولڈ میڈل تقسیم کیا۔تقریب تقسیم گولڈ میڈل کے اختتام پر جناب دکتور شیخ حازم صاحب کی خصوصی درخواست پر مولانا قاری فیاض الحسن جمیل صاحب نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کا مشہور زمانہ سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھا اور ان کے ساتھ خود حازم صاحب دکتور حسین مجیب مصری صاحب اور تمام پاک و ہند و بنگلہ دیش کے طلباء اور شرکائے محفل نے بھی یہ سلام بلند آواز سے پڑھا۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ جامعہ ازھر شریف کی کسی تقریب میں سلام رضا پڑھا گیا، سلام کے بعد حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب سے صدر مجلس دکتور فوزی عبدربہ نے دعا کی درخواست کی پھر مختصر تواضع اور مبارکبادی پر یہ مبارک مجلس اختتام پذیر ہوئی تمام شرکائے محفل نے اس تقریب کو تاریخ ساز قرار دیا۔

اس محفل میں جامعہ ازھر اور جامعہ عین شمس کے عربی اور اردو ڈپارٹمنٹ کے متعدد اساتذہ کے علاوہ پاک و ہند بنگلہ دیش ملائیشیا اور بعض ممالکِ افریقہ کے طلباء کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ شیخ حازم صاحب نے پوری کاروائی کی ویڈیو بنوائی جو انہوں نے قاھرہ سے روانگی کے وقت اس کی ایک کاپی ادارے کے ریکارڈ کے لئے راقم کو عطا کی۔

شرکائے محفل میں ''المنظومۃ السلامیہ'' (سلام رضا کا منظوم عربی ترجمہ مترجم، دکتور حسین مجیب مصری) الشیخ احمد رضا خاں (عربی) ''الکشف الشافیہ'' (مصنفہ امام احمد رضا عربی) امام احمد رضا علی میزان الانصاف، (مصنفہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری) اور آج کی تقریب کا خصوصی مجلہ ''التذکاری'' (مرتبہ دکتور شیخ حازم المحفوظ) تقسیم کئے گئے۔ دوسرے دن قاھرہ کے کئی اخبارات میں اس تقریب کی خبریں نمایاں طور پر شائع ہوئیں۔

اس تقریب کے ساتھ ہی ہمارا قاھرہ میں قیام کا پروگرام ختم ہوگیا۔ الحمدللہ ہمارا یہ سولہ دن کا دورۂ قاھرہ بہت کامیاب رہا۔ یہ دورہ اس اعتبار سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ علمائے مصر خصوصاً علماء ازھر شریف اور علمائے (اہلسنت) پاکستان کے درمیان تبادلے اور رابطے کی پہلی منظم کوشش تھی یہ سلسلہ سال بہ سال سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔اس ضمن میں دینی اداروں اور علماء کے علاوہ اہل ثروت حضرات پر بھی بھاری ذمہ داری وارد ہوتی ہے کہ وہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا سے بھرپور تعاون کریں تا کہ ہم علماءِ مصر خصوصاً علماء ازھر شریف کے ساتھ سال بہ سال وفود کے تبادلے کرسکیں اور مصر، قاھرہ میں اہلسنت کی تصانیف (عربی اور مترجم عربی) اور مصری علماء کی تصانیف کے اردو تراجم بھی پاکستان میں اشاعت پذیر ہوسکیں اس طرح نہ صرف یہ کہ عالم عرب اور عالم اسلام تک ہم علماءِ اہلسنت پاکستان کی آواز کو پہنچا سکیں بلکہ عالمی سطح پر علماءِ اہلسنت کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا امکان بھی بڑا روشن نظر آتا ہے۔

اندھیری راہ پر ہم نے جلا دیا ہے چراغ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے وہ اپنے حبیب لبیب سید عالم ﷺ کے صدقے میں ہمیں ہمارے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ) ہم لوگ شاداں وفرحاں دوپہر دو بجے ہوٹل (فندق) مالکی واپس آئے۔مغرب کے بعد شیخ محمد ذکی ابراھیم رائد العشیرۃ المحمدیہ کے مولد میں شرکت ہوئی۔ طنطا کے ایک عالم نے توسل وغیرہ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے ابن تیمیہ اور نجدیہ کا سخت رد کیا۔امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اقدس اور سیدات خانوادۂ نبوت کے مصر میں مدفون ہونے پر قوی دلائل دیئے۔ایک دوسرے مصری عالم نے بھی انہیں موضوعات پر گفتگو کی۔عشاء کی نماز کے بعد مولانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ شیخ علاء الدین ماضی مدظلہ العالی۔مدیر ''الاسلام وطن'' کے دفتر میں حاضر ہوئے ان کا گھر بھی اسی فلیٹ میں واقع ہے۔انہوں نے آج ہم لوگوں کی رات کے کھانے پر دعوت کی تھی۔رخصت کرتے وقت تقریباً بیس (۲۰) کلو کتابیں عنایت کیں۔

۲۳ر ستمبر بروز جمعرات کو ہماری قاھرہ سے بذریعہ مصر ایئر لائن کراچی روانگی ہے۔ہم لوگ ۱۲ر بجے دن میں ہوٹل سے رخصت ہوکر حضرت شیخ دکتور ضیاء الدین کردی نقشبندی مدظلہ العالی کی خانقاہ میں آگئے یہ خانقاہ ایئر پورٹ کے راستے میں مین روڈ پر ہے۔ ہمارے ساتھ مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری، مولانا قاری فیاض الحسن جمیل صاحب اور صاحبزادہ محمد احمد مغل صاحب بھی ہمارے سامان کے ساتھ آگئے۔ علامہ دکتور عبدالمنعم خفر جی صاحب بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ یہاں ظہر کی نماز ادا کی گئی۔عصر کے بعد کھانا کھایا۔حضرت شیخ ضیاء الدین کردی صاحب ان کے صاحبزدگان اور مریدین نے بڑی آؤ بھگت کی نماز عصر کی اذان میں مؤذن نے اشہدان

سیدنا محمد رسول اللہ پکارا رام۔
حیرت سے دیکھا اور کہا کہ حضر
صاحب کی مسجد کی اذان سنو
فتویٰ صادر فرماتے ہیں-؟ چ
مصداق برق بے چارے پ
سازش معلوم ہوتی ہے۔ ا
پڑھے۔

نماز کے بع
سے پہلے رمیس (لاہور۔
اپنی پیاری پوتی روحہ فا
مغل بھی تھے۔ وہ اس
شریف قادری صاحب
میں گئے۔ رات دس ب
صاحب ہم سے ملنے آ
چند تحفے بھی لائے تھے۔
وہ ایئر پورٹ تک چھوڑ
دور کیوں زحمت کریں
مانے۔ یہاں حضرت ک
عبدالواحد صاحب بھی
مولانا فیاض الحسن صا
الازھری صاحب اور
موجود تھے۔ بعد نماز ع
تشریف لے آئے انہ
ریڈیو قارہ کیلئے ریکارڈ
شب ایئر پورٹ کیلئے
صاحبزادے ہمیں چھو
کیلئے کہہ رہے تھے عل
اور خلیق ہیں اللہ تعالیٰ
اٹھا اٹھا کر خود لائے
سدیدی، مولانا عبد

سیدنا محمد رسول اللہ پکارا راقم نے حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کو حیرت سے دیکھا اور کہا کہ حضرت پاکستان کے کسی دیوبندی عالم کو یہاں کردی صاحب کی مسجد کی اذان سنوادیں اور پھر دیکھیں وہ شیخ کردی صاحب پر کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں-؟ چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے کے مصداق برق بے چارے بریلویوں پر ہی گرے گی کہ ہو نہ ہو یہ کسی بریلوی کی سازش معلوم ہوتی ہے۔ اذان کے بعد مؤذن نے کئی جملے صلوٰۃ وسلام کے پڑھے۔

نماز کے بعد ہماری کھانے سے ضیافت کی گئی۔ فقیر نے مغرب سے پہلے ریمیس (لاہور کے اردو بازار کی طرح ایک بازار ہے) جا کر بچوں اور اپنی پیاری پوتی روحہ فاطمہ کے لئے خریداری کی ساتھ میں صاحبزادہ محمد احمد مغل بھی تھے۔ وہ اس بازار اور اس کی اشیاء سے شناسا تھے۔ علامہ عبدالحکیم شریف قادری صاحب حافظ منیر احمد صاحب کے ساتھ خریداری کیلئے اسی بازار میں گئے۔ رات دس بجے ہم سب لوگ واپس آئے اس دوران ڈاکٹر شیخ حازم صاحب ہم سے ملنے آچکے تھے اور ہمارا انتظار فرما رہے تھے۔ یہ ہمارے لئے چند تحفے بھی لائے تھے۔ بڑی محبت اور تپاک سے انہوں نے ہم کو رخصت کیا وہ ایئر پورٹ تک چھوڑنے کی ضد کر رہے تھے ہم نے ان کو منع کیا کہ آپ اتنی دور کیوں زحمت کریں یہیں سے آپ ہمیں الوداع کہہ لیں بڑی مشکل سے مانے۔ یہاں حضرت کردی صاحب کے مرید خاص پاکستانی طالب علم مولانا عبدالواحد صاحب بھی موجود تھے ان کے علاوہ مولانا خطیب احمد صاحب، مولانا فیاض الحسن صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب، مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری صاحب اور چند دیگر پاکستانی اور پاکستانی نژاد برطانوی طلباء بھی موجود تھے۔ بعد نماز عشاء ریڈیو قاھرہ کے نمائندہ احمد حسین اجمیری صاحب تشریف لے آئے انہوں نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا انٹرویو ریڈیو قارہ کیلئے ریکارڈ کیا۔ ۱۲/ بجے رات میں ہم نے کھانا کھایا۔ ایک بجے شب ایئر پورٹ کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت شیخ کردی صاحب کے صاحبزادے ہمیں چھوڑنے کیلئے سڑک تک آئے وہ ایئر پورٹ تک پہنچانے کیلئے کہہ رہے تھے علامہ صاحب نے ان کو منع کیا۔ صاحبزادے بہت صالح اور خلیق ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر وعمل میں اضافہ فرمائے سڑک تک ہمارا سامان اٹھا اٹھا کر خود لائے۔ بڑے خوش اخلاق اور پاکیزہ رو ہیں۔ مولانا ممتاز احمد سدیدی، مولانا عبدالواحد، مولانا فیاض الحسن، مولانا ثناء اللہ صاحب ایئر پورٹ تک چھوڑنے آئے۔ ایئر پورٹ پر سامان تولہ گیا تو ۱۰،۹۵ کیلو نکلا کتابوں کی وجہ سے وزن بڑھ گیا لیکن الحمدللہ کسی چارج کے بغیر نکل گیا ہمیں افسوس ہوا کہ ہم نے کافی سامان جن میں صرف کتابیں تھیں کارگو سے بھیجنے کیلئے مولانا ممتاز سدیدی صاحب کے پاس چھوڑا تھا وہ بھی نکل جاتا۔ جہاز ۴/ بجے صبح دبئی کیلئے روانہ ہوا ایک گھنٹے یا ڈیڑھ گھنٹے قیام کے بعد کراچی کیلئے روانہ ہوا۔ ساڑھے بارہ بجے ہم کراچی پہنچ گئے۔

قاھرہ سے روانگی سے قبل راقم نے گھر فون کر کے فلائٹ نمبر اور اس کا وقت لکھوا دیا تھا اور اپنے صاحبزادے عزیزی سطور رسول قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کو ہدایت کی تھی کہ وہ حاجی عبداللطیف قادری کو اطلاع کردیں کہ ہمیں ایئر پورٹ سے لے لیں، حاجی صاحب اپنی گاڑی کے ساتھ ہمارے استقبال کیلئے ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ ایئر پورٹ سے گھر (عسکری اپارٹمنٹ ۳) پہنچتے پہنچتے نماز جمعہ کا وقت ہوگیا تھا۔ ہم نے عسکری اپارٹمنٹ کے عقب میں ہاکی اسٹیڈیم کی ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کی علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا اور امامت کی۔

دوسرے دن صبح ۱۱/ بجے محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب۔ مدظلہ سے ملاقات کے بعد علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کو لاہور روانگی کیلئے ایئر پورٹ چھوڑا۔ اس طرح ہمارا تاریخی سفر قاھرہ اختتام پذیر ہوا۔ مگر ۱۶/۱۵ دن کا یہ سفر مستقبل کے مورخ کے تجزیے اور تبصرے کے لئے بہت سی کہی ان کہی باتیں اور اہلسنت کے حوالے سے اس کے نتائج واثرات وعواقب کا وافر مواد چھوڑ گیا اور نئے مسافروں کے لئے سرراہ دیئے جلا گیا۔

اب راقم اس دعا کے ساتھ مضمون کو ختم کرتا ہے کہ ہم نے علماء مصر، جامعہ ازھر شریف اور علماء اہلسنت برصغیر پاک و ہند میں رابطے کا جو پل قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے رسول مکرم ومعظم ﷺ کے صدقے اسے مضبوط سے مضبوط تر اور ہمیشہ آباد سے آباد تر رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

میں اکیلے ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

☆☆☆

رضا لائبریری رامپور میں

کتب خانہ لوہارو

ڈاکٹر محمد حسین خان شفاء*

ہندوستان کی تاریخ میں صوبہ پنجاب اور پنجاب کی تاریخ میں ریاست لوہارا اور اس کے بانی و حکمراں خاندان لوہارو کو سماجی ثقافتی اور علمی اعتبار سے اور اہم مقام حاصل رہا ہے۔ لوہارو اسٹیٹ برٹش انڈیا میں سرحد پنجاب و راجپوتانہ پر بیضوی شکل میں تیس میل لمبائی اور ساڑھے چھ میل چوڑائی ۲۲۴ر مربع میل پر واقع تھی۔ اس کی حدود میں فیروز پور جھلہ سانگرس پوٹا ہانہ، بچھور، نگینہ اور پرگنہ لوہارو شامل تھے۔ یہ ریاست ستر قصبات پر مشتمل تھی اس کی شمالی سرحد ضلع حصار اور مشرقی ریاست پٹیالہ سے ملتی ہے یہ علاقہ احمد بخش خاں بن عارف جان خاں بن قاسم جان خاں کو ۱۸۰۱ء میں انگریزوں نے حسن کارکردگی کی بناء پر عطا کیا تھا۔ یہ ریاست ایک ہی خاندان میں فروری ۱۹۴۸ء تک قائم رہی اور پھر دیگر ریاست ہائے ہند کی طرح آزاد ہندوستان میں شامل ہوگئی۔ اس کے آخری نواب امین الدین احمد خاں ثانی شہریار مرزا متوفی ۱۲ر جون ۱۹۸۳ء تے۔ اس خاندان کے اکثر لوگ اہل علم صاحب تصنیف و تالیف اور کتابوں کے شوقین تھے چنانچہ نواب ضیاء الدین احمد خاں کے کتب خانہ کی اپنے وقت میں بہت شہرت تھی جب یہ کتب خانہ ۱۸۵۷ء میں تلف ہوگیا تو غالب نے افسوس کرتے ہوئے ذکر کیا کہ "یہ کتب خانہ بیس ہزار سے زیادہ مالیت کا تھا"۔ غدر کے بعد نواب صاحب نے دہلی میں پھر کتب خانہ قائم کیا جو آپ کے صاحبزادے، نواب سعید الدین احمد خاں نے ندوۃ العلماء لکھنؤ کو دیدیا۔ اس خاندان کا سرکاری کتب خانہ ریاست لوہارو میں تھا جس کی دور دور شہرت تھی۔ غالبیات کے سلسلے میں یہ اپنی مثال آپ ہے۔ ریاست رامپور کا شاہی خاندان بھی علم دوست اور خاندان لوہارو کا شناسا تھا اور دونوں کا انگریزوں اور دہلی سے تعلق تھا ادھر غالب چونکہ خاندانِ لوہارو کے داماد اور ریاست رامپور کے استاد تھے۔ اس لئے آخری عمر میں ریاست رامپور غالب کی کفیل تھی جس کے سلسلہ میں غالب نے ایک دوست کو خط میں لکھا ہے اب رامپور ہی میرا مسکن اور مدفن ہوگا۔

غدر ۵۷ء سے قبل ہی لوہارو خاندان کے کچھ اہم افراد مثلاً نواب مرزا داغ ابن نواب شمس الدین احمد خاں لوہارو مقتول ۳ر اکتوبر ۱۸۳۵ء رامپور آ گئے تھے۔ نواب حامد علی خاں م ۱۹۳۰ء کی شادی میں بھی یہ خاندان پیش پیش تھا۔ ان ہی روابط کی بناء پر نواب زادہ ذوالفقار علی خاں فرزند نواب رضا علی خاں کی شادی ۱۹۵۶ء میں نواب زادی نور بانو صاحبہ جناب مہتاب زمانی بیگم دختر نواب امین الدین خاں آف لوہارو سے ہوئی۔ اس تعلق کی وجہ سے نواب امین الدین احمد خاں نے اپنی ریاست کے انڈین یونین میں انضمام کے بعد اپنا بیش قیمت کتب خانہ رضا لائبریری رامپور کو دے دیا جو اس لائبریری میں لوہارو کلکشن کے نام سے موجود ہے۔ تعداد کے اعتبار سے یہ ذخیرہ ۳۵۰ر مخطوطات اور اندازاً تین ہزار مطبوعات پر مشتمل ہے اور کچھ کتابیں نادر و نایاب ہیں۔ کچھ کا تعلق خاندان لوہارو اور علاقہ پنجاب سے ہے۔ رضا لائبریری کا لوہارو سیکشن اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں قدیم و اہم مطبوعات کے ساتھ وہ کتابیں بھی ہیں جو مصنفین نے نوابین لوہارو کو پیش کی ہیں۔ اس کا ذخیرہ مخطوطات تو اہم ترین ہے ہی، مخطوطہ کی ایک اہمیت یہ بھی ہوتی ہے کہ مصنف کے ساتھ اس کے کاتب نے کتنا خون جگر صرف کیا ہے اور اس کی کتابت میں کس قدر قیمتی میٹریل کا

*(رضا لائبریری، رامپور، انڈیا)

استعمال کیا ہے۔ اس
اس میں دس قرآن
ہوئے طلائی نسخے ہیں
ترجمہ ابوالفضل کا کـ
ساتھ طلائی باتصویر
تاریخ شاہجہانی باتـ
بھی ہے۔ ان کـ
البنان انتخاب الـ
حدیقۃ الاقالیم اور
شاہی وغیرہ شرح
کے کتب خانہ ـ
نواب علامہ الدیـ
نواب علائی کے نـ
مضامـ
مصری، فارسی خانـ
ومشاہیر کا دل چسـ
انوار سہیلی بھی اہم
جہاں کشائے نادـ
ہیں۔ تعلیمات شکـ
فن حرب میں رـ
صیدیہ، سید حسینـ
الدکان مطلاً و مذـ
احمد خاں کے سوا
جن میں، کا تبورـ
دلائل الخیرات
فردوس، دیوان
سعدی مطلا باتصـ
سے بڑی ایک خوـ

استعمال کیا ہے۔ اس اعتبار سے جب ہم لوہارو سیلشن کو دیکھتے ہیں تو اس میں دس قرآن کے نادر و نایاب سونے کے حروف سے لکھے ہوئے طلائی نسخے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ بھگوت گیتا کا فارسی ترجمہ ابوالفضل کا کیا ہوا طلائی اور باتصویر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلائی باتصویر کتابوں میں تیمور نامہ حاتفی مکتوبہ ۱۲۲۵ھ باتصویر، تاریخ شاہجہانی باتصویر اور حاتفی کی شیریں اور خسرو کی باتصویر کاپی بھی ہے۔ ان کے علاوہ طلائی کتابوں میں آئینِ اکبری، ابواب الجنان، انتخاب التورات، تفسیر حسینی، چہار گلشن، محمد شاہی، چہل اور حدیقہ الاقالیم اور آنندرام مخلص کی فارسی کتاب بدائع وقائع محمد شاہی وغیرہ، شرح رباعیات جامی مطلا اس کا تعلق نواب ضابطہ خاں کے کتب خانہ سے ہے۔ بخطِ مصنف کتابوں میں انشاء مولا علائی نواب علامہ الدین احمد خاں، تذکرۂ دولت شاہ قابل ذکر ہیں۔ نواب علائی کے نگارشات بہت اہم اور قابل اشاعت ہیں۔

مضامین کے اعتبار سے کتابوں میں رسالۂ اصطرلاب مصری، فارسی خاندانِ لوہارو کی بیاضیں بھی ہیں جن میں معاصرین ومشاہیر کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ اردو مخطوطہ کتاب الحکمت، ترجمہ انوار سہیلی بھی اہم و نادر ہے۔ تاریخ شاہ عالمی منولال خالصہ کی اور جہاں کشائے نادری بخطِ پنڈت ہری رام دہلوی دلچسپ کتابیں ہیں۔ تعلیمات شنکر داس خط شکستہ شیرازی میں اپنی مثال آپ ہے۔ فن حرب میں رسالہ تیراندازی از میر علوی، شکاریات میں رسالہ صیدیہ، سید حسین صدر جہاں، فن تجارت میں عربی مخطوطہ منہاج الدکان مطلاً و مذھب ہے۔ تاریخ ۱۸۵۷ء پر نواب امین الدین احمد خاں کے سوالات غدر بھی بہت دلچسپ ہیں مثلاً کتابوں میں جن میں، کاتبوں نے اپنا خون جگر کاغذ پر پھیلا دیا ہے، اس میں دلائل الخیرات کا مخطوطہ، دیوان جامی، دیوان عرفی، شاہ نامۂ فردوس، دیوان ناصر علی، دیوان قاسم دیوانہ، دیوان نظیری، کلیاتِ سعدی مطلاً باتصویر بہت قیمتی مخطوطات ہیں۔ اس کتب خانہ کی سب سے بڑی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں غالب سے متعلق بیش بہا ذخیرہ ہے۔ جس میں دیوان وکلیات غالب کا نواب علاء الدین خاں کو پیش کردہ خوبصورت مخطوطہ، غالب کی مطالعہ کی ہوئی کتب روضۃ الصفا فی سرۃ الانبیاء محمد عربی اس پر بھی سونے کا کام ہے۔

الغرض اکثر فنون و زبانوں کی خوش خط اور سونے کے حروف سے لکھی کتابیں ہیں جن میں صحیفہ کاملہ امام سجاد علیہ السلام فن تصوف میں عین العلم محمد بن عثمان بلخی اور لغت میں فرہنگ رشیدی بھی خوش خط طلائی لکھی ہوئی ہے۔ اردو رسم الخط میں پنجابی زبان کی قدیم کتابیں بھی ہیں جن میں قصہ سسّی پنّو از سید فضل شاہ نواں کوٹی، ہیر رانجھا سائیں مولا شاہ پوتھی جپ جی از گرونانک پوتھی، سکھ منی از برج لعل ان کے علاوہ پوتھی اساری، وار، پوتھی پراس، سیدنا نادان مخل بھی ہیں۔ ہندی اور انگریزی میں مطبوعات بھی نادر و نایاب ہیں۔ خاص طور پر انگریزی یں یورپ کے باتصویر مطبوعات اور البموں کا اہم ترین کلکشن ہے۔ انگریزی کتابیں تقریباً ۸/سو اور ہندی سو کے قریب ہیں۔ کچھ کتابوں کی اہمیت کے پیش نظر نواب امین الدین احمد خاں لوہارو اور نواب رضا علی خاں میں یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ان کو رضا لائبریری شائع کرے گی جس کا ذکر حمیدہ سلطان احمد نے اپنی کتاب خاندانِ لوہارو کے شعراء مطبوعہ ۱۹۸۱ء صفحہ ۸۳/ پر بھی کیا ہے۔ ان کتابوں میں جن کو شائع ہونا تھا نواب علائی کی بیاض بھی شامل ہے نواب امین الدین احمد خاں جو راقم سے شناسا تھے اور میرے مقالہ لسان الغیب مصنفہ پنڈت موتی لعل نہرو مطبوعہ مئی ۸۱ء کے بے حد مداح بھی تھے اس میں لوہارو کا بھی تذکرہ ہے نواب صاحب کی خواہش تھی کہ میری دریافت شدہ کتاب لسان الغیب اور لوہارو کلکشن کی فہرست بھارت سرکار کی طرف سے شائع ہو جائے مگر افسوس ان کی زندگی میں یہ کام نہ ہو سکا۔ نواب صاحب خود بھی نظم و نثر میں کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں ان کا ناول انجم مطبوعہ ۱۹۶۰ء اور مثنوی انبساط وانتشار مطبوعہ ۱۹۷۲ء کتب خانہ میں موجود ہیں صوبہ پنجاب اور حکومت لوہارو پر کام کرنے والوں کے لئے اس کلکشن کی ڈائریاں جو سنہ وار خطی ہیں بہت مفید ہے۔
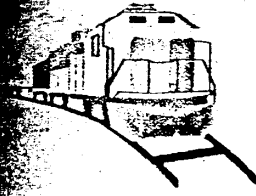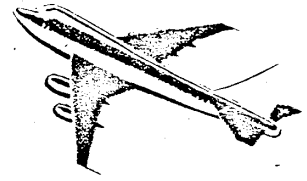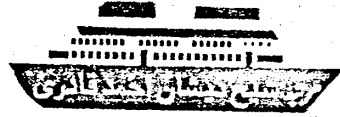
محمد عطا الرحمن (لاہور)

نفاست نامہ بمع ''معارف رضا'' صدر سالہ جشنِ دارالعلوم منظر اسلام نمبر موصول ہوا۔ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ یہاں پنجاب میں ایک بزرگ سید عبدالغفور شاہ صاحب دورے پر ہیں ان کے بقول وہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔۱۰۲ رسال عمر ہے اور ابھی ۱۵۰ رسال عمر ہوگی کہ سیدی اعلیٰ حضرت نے انہیں یہ بشارت دی تھی۔ نہایت عجیب و غریب واقعات، امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ کی نسبت سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت علامہ شرف صاحب ان سے مطمئن نہیں اور فرماتے ہیں کہ ابتک یہ کہاں تھے۔؟ یہ بزرگ تھرپارکر سندھ کے رہنے ولاے ہیں۔ کراچی آتے رہے ہوں گے اور وہاں کے علماء اہلسنت سے بھی ضرو ملتے رہے ہوں گے۔ یہ فرمائیں کہ وہاں کے علماء اور خصوصاً ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔

محمد بہاء الدین شاہ (بہاء الدین زکریا لائبریری، چکوال)

شام میں اہلسنت کے مشہور عالم دین، صاحب تصانیف، شاعر، عارف باللہ، خطیب شام شیخ عبداللہ سراج الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ ۲۰۰۲ء میں وفات پائی۔ آپ کے شاگرد پوری عرب دنیا میں ہیں۔ ان میں دبئی کے وزیر اوقاف شیخ عیسیٰ مانع حمیری بھی شامل ہیں۔ شیخ عبداللہ کا مختصر تعارف ضیائے حرم شمارہ مئی ۲۰۰۱ء میں درج ہے۔

محمد سلیم چوہدری (ہری پور)

جشن صد سالہ دارالعلوم منظر اسلام نمبر کی اہمیت وافادیت پر اہل علم بہت کچھ تحریر کر چکے ہیں، اس حقیر کوتاہ علم کی رائے کی کیا اہمیت ہوگی ویسے بھی نمبر مذکورہ کو شائع ہوئے کافی عرصہ گزر گیا ہے اس لئے کچھ مناسب بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کاروانِ عشق وعمل کیسے کیسے نشیب وفراز اور کن کن مراحل سے گزرا ہے، اس کا علم ''دارالعلوم منظر اسلام نمبر'' سے ہی ہوا، الحمدللہ یہ کاروانِ عشق وعمل بادسموم کے جھونکوں اور بعض اپنوں کی سرد مہریوں، خودغرضیوں کے دورخزاں سے کامیاب وکامران اپنے گزرے ہوئے راہ عمل پر گامزن ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کرم ہو کہ سنی توشۂ دیوار پڑھنے کی طرف راغب ہوجا... ماہنامہ ''جہان رضا'' کے مستقل سلسلہ ''کس نفاست کے ہیں نامے'' کی... معارف رضا کا ''دورونزدیک سے'' بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ... حضرت شرف صاحب کا دورہ جامعہ ازہر الحمدللہ بہت کامیاب رہا۔ آپ... سفر نامہ قاہرہ کی روئداد جیسے جیسے منظر عام پر آرہی ہے، اس کی اہمیت افادیت کے نئے نئے پہلو اجاگر ہورہے ہیں (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ احب... کی مسلک حقہ کی یہ پرخلوص خدمات اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہو... جزائے خیر سے مشرف فرمائے) بقول وارث جمال قادری (انڈیا) ''سفر... قاہرہ'' صرف چکھایا جاتا ہے۔ ایک قسط میں اگر شائع ہوجاتا تو لطف دوبالا ہوجاتا، بہرحال گھونٹ گھونٹ بھی مزہ دے رہا ہے۔ جنوری کے شمارہ میں بہت مزہ دے گیا یہ شعر۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

آپ کے منہ میں گھی شکر.........! ھدایۃ البریہ کا تعارفی جائزہ بہت خوب ہے، نام نہاد فقیروں اور دنیادار مشائخ جو اہل اللہ کے بعض اقوال سے اپنی دوکانداری چمکاتے ہیں ان کی حقیقت خوب واضح کی گئی ہے۔ محترم سلیم اللہ جندراں کی خدمت میں احقر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے، بہت اہم موضوع پر تحقیقی مقالہ کا ریسرچ پلان پیش کررہے ہیں، اس موضوع پر ہمارے اہل علم کو بہت پہلے توجہ مبذول کرنی چاہیے تھی اگر ایسا ہوجاتا تو آج پاکستان یوں انگریز کے بے پالک اور ہندو کے ایجنٹ علماء کے ہاتھوں اس حال کو پہنچتا۔ ہمارے اہل علم نے ان کیلئے میدان کھلا چھوڑ دیا جو چاہے لکھتے رہو! ''مرکزی مجلس رضا'' کی خدمات اور ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمات اہل سنت کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔

تصحیح: معارف رضا کے شمارہ مارچ میں محمد بہاالدین شاہ کے خط میں پتہ ریاض سعودی عرب شائع ہوگیا تھا اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں آپ کا پتہ بہاء الدین ذکریا لائبریری چکوال ہے۔
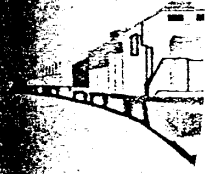
بین الاقوامی تشہیر کا سستا ذریعہ

ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی بین الاقوامی نوعیت کا علمی وادبی، دینی رسالہ ہے جو کہ بین الاقوامی اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، رجسٹرڈ، پاکستان کے زیر اہتمام ممتاز ماہر تعلیم، سابق ایڈیشنل سیکریٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی سرپرستی میں گذشتہ ۲۲ برس سے برابر شائع ہو رہا ہے، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری اس کے ''مدیر اعلیٰ'' پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''مدیر'' [illegible] ہیں۔ ''معارف رضا'' پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہروں، تمام قومی وصوبائی محکموں اور تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کے علاوہ سعودی عرب، مصر، لبنان، لیبیا، عراق، دبئی، سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، برطانیہ، ماریشس، ہندوستان، افغانستان، نیپال، بنگلہ دیش اور امریکہ وغیرہ بھی جاتا ہے جہاں ہر ماہ ہزاروں افراد کی نگاہوں سے گزرتا ہے۔

''معارف رضا'' ابلاغ علم اور ترویج واشاعت دین کی جو خدمات سرانجام دے رہا ہے اس نیک کام میں آپ بھی شامل ہو سکتے ہیں جس کا ایک طریقہ ''معارف رضا'' میں اپنی مصنوعات/ادارہ/کمپنی کا اشتہار دینا بھی ہے۔ اشتہارات کا نرخ نامہ منسلک ہے۔

امید ہے ابلاغ علم اور اشاعت دین کے اس کام میں تعاون کرتے ہوئے اپنے ادارہ کا اشتہار ضرور عنایت فرمائیں گے۔ ''معارف رضا'' آپ کے اشتہار کی اشاعت پاکستان اور دنیا بھر میں آپ کی مصنوعات کی سستی تشہیر کا بہترین ذریعہ بنے گی۔

نرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت، چار کلر =/5000 ☆ آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت B/W =/2500 ☆ اندرونی صفحہ سرورق، فی اشاعت B/W =/2000 ☆ اندرونی صفحات، پورا صفحہ فی اشاعت B/W =/1500 ☆ اندرونی صفحات، آدھا صفحہ، فی اشاعت B/W =/1000 (نوٹ) اشتہار کی رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر/چیک/بینک ڈرافٹ صرف بنام ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی عنایت فرمائیں۔ اشتہارات کی اشاعت ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ رقم اشتہار کے مضمون کے ساتھ ہی ارسال کریں۔

(نوٹ: اشتہار کا میٹر/آرٹ پول دیتے وقت اس بات کا خاص خیال فرمائیں کہ ہم جاندار کی تصویر شائع نہیں کرتے)